اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / پندرہواں بجٹ اجلاس (دوسری نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز جمعۃ المبارک مورخہ 20/جون 2025ء بمطابق ۲۳/ذوالحجہ ۱۴۴۶ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	رخصت کی درخواستیں۔	04
3	سالانہ میزانیہ بابت مالی سال 26-2025ء اراکین اسمبلی کی جانب سے عام بحث۔	08

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔۔کیپٹن (ر) جناب عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز جمعۃ المبارک مورخہ 20/جون 2025ء بمطابق ۲۳/ذوالحجہ ۱۴۴۶ھ۔

بوقت صبح 3 بجکر 56 منٹ پر زیر صدارت کیپٹن (ر) جناب عبدالخالق خان اچکزئی، اسپیکر

بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

لَہٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ط وَاِلَی اللّٰہِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۵﴾ یُوۡلِجُ الَّیۡلَ فِی النَّھَارِ وَیُوۡلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیۡلِ ط وَھُوَ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۶﴾ اٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ وَاَنۡفِقُوۡا مِمَّا جَعَلَکُمۡ مُّسۡتَخۡلَفِیۡنَ فِیۡہِ ط فَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَاَنۡفَقُوۡا لَھُمۡ اَجۡرٌ کَبِیۡرٌ ﴿۷﴾

﴿پارہ نمبر ۲۷ سُوۡرَۃُ الۡحَدِیۡد آیات نمبر ۵ تا ۷﴾

ترجمہ: اسی لیے ہے راج آسمانوں کا اور زمین کا اور اللہ ہی تک پہنچتے ہیں سب کام۔ داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور اُس کو خبر ہے جیوں کی بات کی۔ یقین لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسول پر اور خرچ کرو اس میں سے جو تمہارے ہاتھ میں دیا ہے اپنا نائب کر کر سو جو لوگ تم پر یقین لائے ہیں اور خرچ کرتے ہیں ان کو بڑا ثواب ہے۔صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡم۔

☆☆☆

جناب اسپیکر: جَزَاکَ اللّٰہ۔ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلیٰ رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم ۔اَمَّابَعۡدفَا اَعُوۡذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم۔رَبِّ ارۡحَمۡھُمَا کَمَا رَبَّیَانِیۡ صَغِیۡرًا ۔صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡم۔ رخصت کی درخواستیں۔سیکرٹری اسمبلی! رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): سردار فیصل خان جمالی صاحب نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟

جناب اسپیکر: رخصت کی درخواست منظور ہوئی۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): جناب اسپیکر صاحب! ایک منٹ۔

جناب اسپیکر: دیکھیں! یہ بجٹ سیشن ہے آپ پلیز quickly۔

پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: سر! یہ میرے ہاتھ میں کلپ ہے جو کہ حدت سے حرام زادگی ہوئی ہے اس جگہ سے۔ یہ اَب میرا اور اِس کا clip بنایا گیا ہے۔ سوشل میڈیا پر انہوں نے دیا ہے اور اس کو Tik-Tok بنایا ہے۔ وہ شاید ناک میں اُنگلی دے رہا ہے اور میرا ہاتھ اِدھر ہے۔ آپ اِس کا forensic کرائیں۔ سر! یہ کلپ جاری ہوا ہے اِنہوں نے Tik-Tok پر دیا ہے اور سوشل میڈیا پر دیا ہے۔ میرا اور اِس کا۔ اور اب اِس کی جو ریکارڈنگ ہے اِس جگہ سے ہو رہی ہے۔۔۔(مداخلت) نہیں ہے اوپر سے ناں۔ کدھر سے اوپر سے ہے؟ اوپر کی اور ہوتی ہے یہ دیکھیں ناں میں آپ کو دکھا رہا ہوں۔ یہ اس کا forensic کرائیں۔ ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ جو فوٹو گرافر اس میں involve تھا، گورنمنٹ کی سزا بھی اُس کو ملے گی۔ ہم اپنی سزا بھی اُس کو دیں گے کہ یہ غلط ہے۔ یہ معزز ایوان ہے۔ کبھی ہم ایک دوسرے کے ساتھ بات کر رہے ہیں۔ کبھی ہمارا ہاتھ اِدھر چلا جاتا ہے کبھی آنکھیں بند ہوتی ہیں۔ اگر اس طریقے سے ایک پارلیمنٹیرین کا مذاق اُڑایا گیا، چاہے وہ اُن بینچز پر ہیں یا اِن پر، ہم ایک ہیں۔ تو میری گزارش ہے کہ میں آپ کو بھیج رہا ہوں اس کا proper forensic کرائیں۔ اور مہربانی کر کے اِسی رواں سیشن میں اسکو dig-out کریں، چاہے ایف آئی اے سے کراتے ہیں۔ اور پھر اُس کے بعد پھر آپ چھوڑ دیں کہ ہم اُسکے ساتھ کیا کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: تھینک یو۔ جی نور محمد دمڑ صاحب۔ نور محمد دمڑ صاحب کا مائیک آن کر دیں۔

حاجی نور محمد دمڑ (وزیر خوراک): جی یقیناً جس طرح سردار صاحب نے عرض کی تھی۔ یہ اسمبلی ہے ہم ایک فیملی ممبرز کی طرح یہاں کوئی تین گھنٹے ایک سیشن میں گزارتے ہیں۔ تو ظاہر سی بات ہے انسان تھک جاتا ہے، کوئی کیا کرتا ہے کوئی ہاتھ

کدھر ہلاتے ہیں۔تو یہ ہمارے پچھلے سیشن سے جو ایک clip بنایا گیا ہے۔اِنہوں نے ابھی باقاعدہ ایک Tik-Tok بنادیا ہے۔ظاہری بات ہے ابھی ہرکسی کے مخالفین بھی ہیں۔لیکن مَیں اپنے مخالفین سے بھی یہ کہنا چاہتا ہوں۔لیکن یہ ہے کہ ہمارے میڈیا کو کم سے کم یہ گھر کے اندر کی باتیں، پھر اِس طرح کی باتیں، ہم یہاں فیملی، خواتین بھی ہیں اور ہم تین گھنٹے سے بیٹھے ہوتے ہیں۔تو وہ تین گھنٹے کا جو دورانیہ ہوتا ہے اُس میں ہماری ایک کمزوری ڈھونڈتے ہیں۔تو وہ کمزوری ڈھونڈ کے پھر وہ میڈیا پر چلاتے ہیں۔تو یہ مناسب نہیں ہے کہا کیا میڈیا والے اگر یہاں ہماری بے عزتی کے لیے بیٹھے ہوتے ہیں۔اگر ہماری بے عزتی کے لیے بیٹھے ہوتے تو پھر ہم نے تین گھنٹے اپنے آپ کو ہلانا بھی نہیں ہے۔ہم تو پھر ایسے بیٹھیں گے جیسے کہ کوئی تصویر لینے کے لیے، جیسے آپ فوٹوگرافر کی دکان میں جا کے تصویر لیتے ہیں۔تو اِسی طرح مَیں ایک بت کی طرح بیٹھ کے نہ اپنے آپ کو ہلانا ہے نہ ہاتھ ہلانا ہے مطلب ہمہ وقت ہم نے الرٹ رہنا ہے۔اِن کو سمجھانا چاہیے اِن کے خلاف سخت سے سخت کارروائی ہونی چاہیے۔کیونکہ یہ میری بے عزتی نہیں یہ پورے ہاؤس کی بے عزتی ہے آپ کے ہاؤس کی، کبھی آپ کی تصویر بھی بن سکتی ہے ہمارے سی ایم صاحب کی تصویر بھی بن سکتی ہے، ہماری خواتین کی تصویریں بھی بن سکتی ہیں۔تو یہ میرے خیال میں اس کو چھوڑنا نہیں چاہیے۔ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔اور اِن کے forensic ہونے چاہئیں جو بھی طریقہ کار ہو کم سے کم اِن کے، اِن کو انجام تک پہنچانا چاہیے جو بھی اس میں involve ہیں اِن کو معاف نہیں کرنا چاہیے۔

جناب اسپیکر: بالکل یہ غیر اخلاقی، غیر قانونی اور غیر آئینی ہے۔تمام، ایک بھی ممبر کی اگر بے عزتی پورے ہاؤس کی بے عزتی ہے۔اور ہم اِس کے خلاف strict action کی طرف جائیں گے۔مَیں یہ رولنگ دے رہا ہوں کہ ایف آئی اے سے اسکا forensic ہونا چاہیے اور اِس کی رپورٹ آنی چاہیے۔اور اس کے خلاف انکوائری ہونی چاہئے اور انہیں سزا ملنی چاہئے۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: جناب اسپیکر!ایک عوامی مسئلہ ہے۔

جناب اسپیکر: جی آپ نے بالکل کہا تھا شارٹ کریں اس کو پلیز۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: جناب اسپیکر! یہ کہ گزشتہ ایک ہفتہ سے جو اسرائیل اور ایران حملہ اسٹارٹ ہے، ایران سے منسلک تمام جو بارڈر ایریاز ہیں وہاں خورد و نوش کی چیزیں بالکل ناپید ہوگئی ہیں بارڈرز بند ہو چکے ہیں۔تیل کا تو آپ کو پتہ ہے کہ کوئی ایسی صورتحال ہے کہ آپ یہاں کے کسی بھی پٹرول پمپ پر جائیں وہاں گاڑیوں کی لائنیں لگی ہوئی ہیں۔لیکن مَیں یہ گوش گزار کروں کہ موجودہ حکومت، اسپیشلی وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت اِس مسئلے پر توجہ دیں۔ 1958ء میں جناب اسپیکر! ایران اور پاکستان کے درمیان ایک معاہدہ ہوا تھا کہ دونوں بارڈرز پر خورد و نوش کی چیزوں پر کوئی پابندی

نہیں ہوگی۔اب ظاہر ہے ایک جنگ کا سماں ہے، ایک مشکل صورتحال ہے، آپ یقین کریں آنے والے ایک ہفتہ، دس دن بعد فاقہ کشی بھی ہوگی اور اس طرح ہوگی کہ لوگ ایک دوسرے کو ماریں گے۔مَیں یہی گزارش کروں گا کہ یہ جو بارڈر ایریاز میں یہ مشکل صورتحال آئی ہے، بارڈر بند ہونے سے 35 سے 40لاکھ بندے متاثر ہوچکے ہیں اور باقی جو خوردونوش کی چیزیں ہیں وہ نہیں مل رہی ہیں، کئی علاقوں میں ہماری بجلی بھی ایران سے آتی ہے۔ابھی بھی مکران میں بجلی چل رہی ہے۔آپ کے رخشان ڈویژن، ڈسٹرکٹ واشک، ماشکیل ایریا میں ابھی بھی ایران سے بجلی آرہی ہے۔اور اِس کے علاوہ جو ملک کے دیگر شہروں سے خوردونوش کی چیزیں اور راشن لانا، اسکی عدم رسائی اور اِتنا مہنگا کرایہ ہے کہ لوگ نہیں پہنچ سکتے۔ مَیں گزارش کرتا ہوں کہ حکومت اِس کا alternative حل ڈھونڈے اور رسائی کو مکمل طور پر یقینی بنائے تاکہ علاقوں میں راشن کی کمی پوری ہو اور لوگوں میں مایوسی نہیں پھیلے۔

جناب اسپیکر: لیڈر آف دی ہاؤس! یہ رحمت صالح صاحب نے بتایا کہ یہ جو ایران کے ساتھ جو بارڈر ابھی بند ہوا ہے وہ، اور بجلی کی جو صورتحال ہے۔تو یہ چاہتے ہیں کہ پاکستان کی باقی ڈسٹرکٹس سے، اور یہ بھی permission ہونی چاہیے کہ اشیائے خوردونوش والی جو چیزیں ہیں انکی ہمارے ڈسٹرکٹس میں آنے کی کوئی پابندی نہیں ہونی چاہیے۔ Your comments on it,please.

میر سرفراز احمد بگٹی (قائد ایوان): Honourable Speaker Sahib! بڑے ایک crisis situation ہے، خاص طور پر POL کے حوالے سے اور باقی چیزیں بھی زیادہ dependency ہے ہمارے بارڈرز کے ڈسٹرکٹس کی۔مَیں خود بھی گوادر گیا تھا پورا ایک دن ہم نے اور مولانا صاحب نے وہاں گزارا، وہاں بھی لوگوں نے اس چیز کی نشاندہی کی اور جو ہمارے معزز colleague ہیں انہوں نے بھی بہت important issue کی طرف توجہ مبذول کرائی۔ I will talk to the concerned people. اور یہ مَیں یقین دلاتا ہوں خاص طور پر POL کے حوالے سے تو already میری علی پرویز ملک صاحب سے جو ہمارے فیڈرل منسٹر ہیں for pertroleum. اُن سے دو تین دفعہ اس پر بات ہوچکی ہے کہ یہ پیٹرولیم مصنوعات فوراً سے پہلے ملنی چاہئیں۔ ساتھ ساتھ جو اشیائے خوردونوش ہیں اُن کے بارے میں بھی ہم کسی قسم کے اپنے لوگوں کو قلت نہیں ہونے دیں گے۔ ہمیں چاہے ایمرجنسی لگانی پڑے، چاہے ہمیں خود سپلائی کرنی پڑے We will not let our people کہ وہ suffer کریں۔

جناب اسپیکر: تھینک یو جی۔ The issue is resolved almost. سالانہ میزانیہ بابت مالی سال۔۔۔۔

جناب زرک خان مندوخیل: جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: دیکھیں یہ اس طرح ہے زرک خان صاحب! کہ انہوں نے مجھے لکھ کے دیا تھا کہ سرہم دو جو پوائنٹس بڑے important ہیں اُن پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی آپ کس موضوع پر بات کریں گے؟ جی مائیک آن کردیں ذرا زرک خان صاحب کا۔

جناب زرک خان مندوخیل: ایک منٹ سے زیادہ نہیں لوں گا۔

جناب اسپیکر: جی۔

جناب زرک خان مندوخیل: جناب اسپیکر! آپ کو پتہ ہے کہ اتنی گرمی ہے کہ جب سے یہ لوڈشیڈنگ واپڈا والے چھ، سات گھنٹے رات کو بھی اور دن کو بھی لوڈشیڈنگ کرتے ہیں۔کوئی ٹائمنگ اِن کی معلوم نہیں ہوتی۔ پہلے تو وہ یہ ہوتا تھا کہتے تھے کہ یار! یہ billing پوری نہیں ہوتی۔ جناب اسپیکر! اب کسی جگہ پر تقریباً کسی جگہ میں یہ نہیں ہوتا کہ چھ سے سات گھنٹے کم لوڈشیڈنگ ہو۔تو آپ کا ئنڈلی واپڈا والوں کو کہیں، اِن کو رولنگ دیں کہ لوگ اِدھر گرمی سے مر رہے ہیں بزنس تو ویسے ہی تباہ ہے جو ٹیلرز ہیں۔تو kindly آپ اِن کو بلائیں کہ یہ جو آپ کرر ہے ہیں چھ، چھ سات، سات گھنٹے اِس گرمی میں تو یہ عوام کے ساتھ بہت زیادتی کرر ہے ہیں۔تھینک یو جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: تھینک یو تھینک یو۔صادق عمرانی صاحب کا مائیک آن کردیں ذرا۔

میر محمد صادق عمرانی (وزیر آبپاشی): جناب اسپیکر! نصیر آباد کا بھی یہی ایشو ہے 52 ڈگری وہاں گرمی چل رہی ہے 18 گھنٹے بھی بجلی نہیں ہے۔ وہاں تین کلومیٹر پر دو پاور پلانٹس ہیں۔مہربانی کر کے اس کو کل آپ کال کریں تا کہ اس میں سے دیکھیں حل کرادیں تا کہ وہاں کے عوام کی مشکلات ختم ہوں۔

جناب اسپیکر: سر! آپ کی بات on-record آ گئی ہے۔میری گزارش یہ ہے کہ جو حضرات یہاں اسمبلی کے فلور پر بات کرتے ہیں ہمیشہ بجلی کے حوالے سے۔ہم کیسکو چیف کو کال کرتے ہیں۔اُن میں سے پھر 50 پرسنٹ لوگ اُس میٹنگ کو attend نہیں کرتے ہیں۔گزارش آپ سے یہی ہے کہ اگر آپ لوگوں نے attend کرنا ہے، ہم اب بھی اُس کو دوبارہ کال کرتے ہیں، بیشک کل ہی اس کو کال کریں گے آپ سے مہربانی ہے کہ وہ attend کریں۔اُس کو بتائیں تا کہ آپ کے سامنے ساری چیزیں ہوں تقریباً۔جی علی مدد صاحب۔

حاجی علی مدد جتک: جناب اسپیکر صاحب! آپ اُس کو بلائیں۔آپ اُس دن نہیں تھے، ڈپٹی اسپیکر صاحبہ تھیں۔اُس نے یقین دلایا ہمیں کہ انشاء اللہ وتعالیٰ عید کے تین دن ہم بجلی بند نہیں کریں گے اور اِس کو بڑھائیں گے۔ پہلے یہ بہانہ تھا کہ بھئی! ان ٹیوب ویلوں کا۔ابھی ٹیوب ویلوں کا تو معاملہ حل ہو گیا۔اُس کے باوجود بھی کم کیے ہیں، ٹائم بڑھایا نہیں ہے۔

ابھی بھی کوئٹہ شہر اور سریاب کا وہی حشر ہے۔ ہم جتنے بھی لوگوں نے شکایت کی ہے۔ بالکل، سردار صاحب ہمارے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں کل ہم نے ڈیڑھ گھنٹے میٹنگ کی ہے۔

جناب اسپیکر: کل میری طرف سے adjusted time جو ہے، وہ 13:00 hours یعنی ایک بجے آپ کو convey بھی ہو جائے گی جو حضرات اِس میٹنگ کو attend کرنا چاہتے ہیں وہ سیکرٹری اسمبلی کو اپنے نام بتائیں تاکہ آپ کو انتباہ کریں اور ایک بجے کل ہم اس کو کال کر رہے ہیں آپ سب نے آنا ہے اور اس کے ساتھ میٹنگ کرنی ہے۔سیکرٹری اسمبلی! کیسکو چیف کو کل ایک بجے آپ نے کال کرنی ہے، اِس پر تقریباً۔ thank you سالانہ میزانیہ بابت مالی سال 2025-26ء پر اراکین اسمبلی کی جانب سے عام بحث۔ آج کی نشست میں سالانہ میزانیہ بابت مالی سال 2025-26ء پر بحث کے لیے ذیل اراکینِ اسمبلی کے نام موصول ہوئے ہیں۔ میر یونس عزیز زہری، قائد حزب اختلاف، مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب، جناب رحمت صالح بلوچ صاحب، میر جہانزیب مینگل صاحب، جناب صمد خان گورگیج صاحب، میر غلام دستگیر بادینی صاحب، جناب خیر جان بلوچ صاحب، سید ظفر علی آغا صاحب، جناب اصغر علی ترین صاحب، محترمہ اُم کلثوم صاحبہ، محترمہ شاہدہ رؤف صاحبہ، ڈاکٹر محمد نواز کبزئی صاحب، جناب فضل قادر مندوخیل صاحب اور میر زابد علی ریکی صاحب۔ حسبِ روایت میر یونس عزیز زہری صاحب، قائد حزب اختلاف! آپ سالانہ میزانیہ بابت مالی سال **2025-26**ء پر عام بحث کا آغاز کریں۔

میر یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف): شکریہ جناب اسپیکر۔ جناب اسپیکر! سال میں ایک دفعہ بجٹ پیش ہوتا ہے۔ آج ہم اِس موڑ پر کھڑے ہیں کہ بجٹ پیش ہو چکا ہے۔ اور ہمارے بلوچستان کا بجٹ۔۔۔

جناب اسپیکر: میر یونس صاحب! مَیں نے سنا ہے کہ آپ کو کوئی back problem بھی ہے۔

جناب قائد حزب اختلاف: سر! اگر آپ اجازت دیں تو مَیں بیٹھ کے بات کروں۔

جناب اسپیکر: اگر آپ بیٹھ جائیں اور بیٹھ کے آپ بتائیں۔

جناب قائد حزب اختلاف: شکریہ جناب اسپیکر۔ جناب اسپیکر! آج بجٹ پیش ہو چکا ہے۔ اور ایک کھرب سے زیادہ کا بجٹ یہاں پیش ہو گیا ہے۔ جناب اسپیکر! ہمیں اِس موقع پر بہت سارے چیلنجز کا سامنا ہے جس کا ہمیں اعتراف کرنا ہو گا۔ بجٹ میں ہماری جو آمدن ہے وہ ایک سو کچھ ارب جو ہماری اپنی آمدن سے لگایا گیا ہے اور وفاق نے جو ہمیں آٹھ سے کچھ ارب روپے دیئے گئے ہیں۔ مَیں کہتا ہوں کہ یہ ہمارے لئے ناکافی ہے کہ جو وفاق سے ملے ہیں یا ہم نے اپنی آمدن کو اِس طرح ڈیزائن کرنا ہے کہ ہماری اپنی آمدن جو ایک سو ارب روپے میرے خیال سے بہت کم ہے۔ تو اس کے لئے بھی ہمیں کوئی ضرورت پڑتی ہے کہ ہم کوئی ایسا فارمولہ بنا دیں تاکہ ہم اپنی آمدن کو بڑھائیں اور وفاق سے جو

ہمارے پیسے ہیں، وفاق نے ہمیں کم پیسے دیئے ہیں تا کہ ہمارے جتنے بھی پیسے اُن پر بنتے ہیں مہربانی کر کے وہ ہمارے پیسے پورے کر دیے جائیں تو ہمیں بجٹ بنانے میں بھی پریشانی نہیں ہوگی اور بلوچستان کے حالات کو سدھارنے میں بھی کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ جناب اسپیکر! پی ایس ڈی پی میں ترقیاتی بجٹ جو ہمارے 245ارب روپے رکھے گئے تھے اور غیر ترقیاتی میں ہمارے چھ سو چالیس، بیالیس کے قریب غیر ترقیاتی مد میں رکھے گئے تھے۔تو یہاں ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے ہمیں جو کہا ہے، بجٹ میں اُنہوں نے اپنی تقریر میں کہا ہے کہ سرپلس ہمارے پاس36.5یا36.7اِسی طرح کا figure دیا گیا۔لیکن ہماری معلومات کے مطابق سرپلس ہمارے یہ کوئی پچاس سے پلس ہے یعنی پچاس سے اوپر 51یا52کے قریب ہے۔تو یہ مجھے تھوڑا سا doubt ہو رہا ہے کہ ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے اگر ان figures کو ٹھیک نہیں کہا ہے یہاں تو پھر اس کے لئے کوئی چیز ہونی چاہیے کیونکہ ہماری معلومات کے مطابق یہ 52ارب کے قریب ہے۔ اور اُنہوں نے یہاں پر دیئے ہیں 36ارب کے قریب۔تو اِس پر بھی ذرہ ہمیں doubt ہے کہ ہمیں کیوں dark میں رکھا گیا ہے اور ان کو پورا figure کیوں نہیں دیا گیا ہے۔آیا مَیں غلط ہوں یا وہ غلط ہے تو اس کا جواب ہمارے وزیر خزانہ صاحب دے دیں۔ابھی نہیں چاہیے جب وقت آجائے پھر آپ دے دیں۔

جناب اسپیکر: آپ اپنے پاس نوٹ کر لیں، بیشک بعد میں اِنکو دے دیں۔

جناب قائد حزب اختلاف: تو جناب اسپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ ہم اگر مختصراً اپنی چیزیں لے لیں، ہماری صحت کی مد میں جو 71ارب اور 2 کروڑ روپے جو ہمارے غیر ترقیاتی اُسمیں رکھے گئے ہیں تو ہمیں والیم اگر 8 دیا جاتا تو ہم بہت ساری چیزیں اُسے نکال دیتے کیونکہ وزیر خزانہ صاحب نے ہمیں تکلیف نہیں کی کہ والیم 8 دیتے تا کہ ہم اس میں بہت سارے بھی دیکھ سکتے۔ وہ آج تک ٹیبل نہیں ہوا ہے۔تو یہ گلہ ہمارا رہتا ہے اور اگر آج۔۔۔(مداخلت) ہاں اُس کے بغیر تو ہم کسی چیز میں، مطلب صرف ہم موٹی موٹی چیزوں پر بات کر سکتے ہیں جب تک والیم 8ہمارے پاس نہیں آتا تو ہم اس پر بات کرنے کے قابل نہیں رہیں گے۔ جناب اسپیکر! یہاں ترقیاتی مد میں 16ارب 15 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ صحت کے ساتھ یہ مذاق ہے کہ صحت کے جو ہمارے بلوچستان میں صحت کی صورتحال ہے اُس میں مزید پیسے رکھے جاتے تا کہ صحت کے جو ہمارے یہ مسائل ہیں ان کو قابو میں لے کے آجاتے۔ دوسری بات ہم کہتے ہیں کہ زراعت کو ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت دیتے ہیں کہ زراعت ہماری ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت ہے۔ اگر ہمیں کہیں سے کچھ نہیں ملے گا تو ہم زراعت پر بھی اپنا گزارا کر سکتے ہیں۔لیکن زراعت کے لئے جو پیسے رکھے گئے ہیں 16ارب روپے، میرے خیال سے یہ ناکافی ہے۔ زراعت کو مزید اس کو پروجیکٹ رکھنے چاہئیں۔ پیسوں کے ساتھ ساتھ مَیں کہتا ہوں کہ کوئی ایسا فارمولا بنایا جائے کہ اِن کو خرچ کرنے کا طریقہ کار واضح ہونا چاہیے۔ کیونکہ پیسے تو ہم رکھتے ہیں اُس کے بعد اِن کو خرچ

کرنے کا پتہ ہی نہیں چلتا ہے کہ کہیں سے ایک PD آجاتا ہے کہیں سے دوسرا PD آجاتا ہے۔اب ہمیں پتہ نہیں چل رہا ہے کہ کتنے PDs یہاں بیٹھے ہوئے ہیں کہ وہ محکموں کو چھوڑ کے پی ڈیز کے ذریعے یہ کام ہو رہے ہیں۔تو ان چیزوں کو ذرا مَیں گورنمنٹ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ان چیزوں کو ذرا طریقے سے خرچ کرلیں تاکہ اس سے ہماری زراعت کو فائدہ ہو جائے بلوچستان کے لوگوں کا فائدہ ہو جائے۔تیسری بات جناب سپیکر! ایجوکیشن کی مد میں ہم ایک کھرب روپے مطلب کہ جو ہمارے بجٹ کا سب سے بڑی اماؤنٹ ہے وہ ایک کھرب سے اوپر کا جو ہم ایجوکیشن پہ خرچ کرتے ہیں اور ہم اس کی ترقیاتی مد میں 14 ارب روپے کے قریب 14 ارب 28 کروڑ روپے جو میرے پاس figure آیا ہے کہ 14 ارب 28 کروڑ روپے۔جناب اسپیکر! ایک کھرب روپے بہت بڑی اماؤنٹ ہے جو ہم ایجوکیشن کو دے رہے ہیں لیکن ہم یہ دیکھیں کہ ایجوکیشن کو ہم ایک کھرب روپے دے رہے ہیں اور اُس پر ڈویلپمنٹ کے لیے 14 ارب روپے مزید ہم ان کو دے رہے ہیں جو سب سے بڑی ہمارے بلوچستان کی اماؤنٹ جو ہم ان کو دے رہے ہیں تو آیا ایجوکیشن ہماری یہ ہمیں سوچنا ہوگا کہ ہم یہ ایک کھرب روپے دے رہے ہیں، اس کی آمدن اِتنی ہم لے رہے ہیں کہ یا نہیں لے رہے ہیں۔تو اس پر ہمیں ذرا میں گورنمنٹ سے گزارش کروں گا کہ پیسے تو ہم دے دیتے لیکن رزلٹ بھی ہمیں اُسی طرح کا آنا چاہیے کہ جو پیسے ہمیں ایک کھرب روپے اپنے پیسوں سے کٹ کے دے رہے ہیں ہم اپنی ڈویلپمنٹ سے کٹ کے دے رہے ہیں ہم اپنی دوسری چیزوں کو چھوڑ رکھے ہم ایجوکیشن کو دے رہا ہے آیا ہم اس سے کوئی اچھا رزلٹ لے رہے ہیں کہ نہیں لے رہے؟ اِس کے بارے میں ایک میں کہتا ہو ٹاسک فورس ایسی بنی چاہیے کہ وہ ان چیزوں کو دیکھیں کہ کوئی کمیٹی اس طرح کا ٹاسک فورس بننا چاہیے کہ وہ آیا کہ یہ ایک کھرب روپے کا رزلٹ ہمیں مل رہا ہے نہیں مل رہا ہے۔اگر ایک کھرب کا رزلٹ ہمیں نہیں مل رہا ہے تو میرے خیال میں یہ ہمارے لیے پھر بڑے افسوس کی بات ہوگی کہ اتنے بڑے پیسے دے کے ہم اُس سے رزلٹ نہیں لے رہے ہیں۔پی ایچ اِی کو 11 ارب روپے دیئے گئے ہیں مَیں کہتا ہوں کہ یہ پی ایچ اِی کے لئے بھی کم ہے کہ مزید ان کو پیسے دے دیں کیونکہ بلوچستان میں جو سب سے بڑا مسئلہ ہے وہ پینے کے پانی کا ہے۔کیونکہ آپ جہاں بھی جائیں آپ کا حلقہ ہو، ہمارا حلقہ ہو ٹریژری بینچوں کا ہو، اپوزیشن کا ہو تو جہاں بھی ہم جاتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں صاف پانی تو دے دیں۔پینے کی باقی چیزیں بعد میں دے دیں۔تو مَیں کہتا ہوں کہ یہ جو PHE کے لئے ہمارے جو پیسے رکھے گئے ہیں گیارہ ارب روپے یہ بھی ناکافی ہیں کہ مزید ان کو دیکھنا چاہیے ان کو بڑھانا چاہیے۔اسپورٹس کی مد میں ہمیں دو ارب روپے نان ڈیولپمنٹ میں اور ہماری ڈیولپمنٹ کیلئے ایک ارب روپے رکھا گیا ہے تو میں یہ کہتا ہوں کہ ٹھیک ہے کسی حد تک یہ پیسے کافی ہیں کہ ایک ارب روپے اگر اس میں ہم خرچ کرلیں لیکن یہ کہ انکا خرچ کرنے کا طریقہ کار واضح ہونا چاہیے کہ ایک ڈسٹرکٹ کو اگر پانچ کروڑ روپے ملتے ہیں ایک کو پچاس لاکھ روپے ملتے ہیں تو یہ پھر نا کافی ہوگا کسی کے ساتھ

مساوی سلوک نہیں ہوگا۔ جناب اسپیکر! لائیواسٹاک جو بلوچستان کے لئے سب سے بڑی اہمیت رکھتا ہے لائیوسٹاک سے ہمارے بہت سارے لوگ وابستہ ہیں اور لائیواسٹاک کے لئے چھ ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس کو مزید بڑھایا جائے کسی بھی مد سے اس کو بڑھایا جائے لائیوسٹاک ہمارے لئے بہت اہمیت رکھتا ہے ہمارے جتنے بھی علاقے ہیں وہ لائیواسٹاک سے ہی ہمیں آمدن دے رہے ہیں۔ تو لائیوسٹاک کے لئے میرے خیال میں چھ ارب چھیاسٹھ کروڑ روپے یہ ناکافی ہیں۔ اُن کو اس طرح کی کوئی ترتیب دی جائے تاکہ ہم اس سے فائدہ اٹھا سکیں اور ہماری معیشت کو ایک سہارا مل سکے۔ لوکل گورنمنٹ کے لئے مجھے سمجھ نہیں آرہا ہے کہ لوکل گورنمنٹ کے لئے بیالیس ارب روپے غیر ترقیاتی میں رکھے گئے ہیں، مجھے سمجھ نہیں آرہا ہے کہ یہ بیالیس ارب روپے کس مد میں رکھے گئے ہیں کیونکہ اگر ہمارے پاس والیم 8 ہوجاتا تو ہمیں پتہ چل جاتا جو منسٹر صاحب نے جو تقریر کی ہے بیالیس ارب ایک کروڑ روپے غیر ترقیاتی مد میں رکھے گئے ہیں تو یہ مجھے سمجھ نہیں آرہا ہے کہ یہ کس چیز میں رکھے گئے ہیں اگر انکی ڈیٹیل آجاتی تو زیادہ بہتر ہوجاتا۔ اور ترقیاتی مد میں لوکل گورنمنٹ میں بارہ ارب نوے کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ میرے خیال میں کہ لوکل گورنمنٹ کے ساتھ پھر یہ مذاق ہے کہ بارہ ارب روپے اور آپ کی پوری لوکل گورنمنٹ میں جو آپ کے پورے لوکل باڈیز وہ اسمیں involve ہیں آپ کی نچلے لیول کی جو ترقی ہے وہ لوکل گورنمنٹ سے ہے اور میرے خیال میں لوکل گورنمنٹ کے لئے بارہ ارب روپے یہ انکے ساتھ مذاق ہے کہ لوکل گورنمنٹ کو بارہ ارب روپے ترقیاتی مد میں دیں گے۔ میرے خیال میں تین سو، ساڑھے تین سو کے قریب کونسلرز ہیں آپ یہ بارہ ارب کو تقسیم کریں تو کسی کو کچھ نہیں ملے گا۔ تو اس پر ذرا گورنمنٹ کو خیال رکھنا چاہیے۔ دوبارہ ان کو دیکھ لیں تاکہ بجٹ منظور ہونے سے پہلے ان چیزوں کو ذرا دیکھنا چاہیے۔ ہماری انڈسٹریز میں چار ارب روپے رکھے گئے ہیں، اور ترقیاتی مد میں چھ ارب گیارہ کروڑ روپے رکھے گئے ہیں مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ انڈسٹریز کی ترقی کس چیز کو ہم کہتے ہیں۔ یہ ہمیں نہیں سمجھ آرہا ہے کہ غیر ترقیاتی مد میں بیالیس ارب ایک کروڑ رپے جبکہ ترقیاتی مد میں، نہیں چار ارب اُنتیس کروڑ روپے اور ترقیاتی مد میں چھ ارب نوے کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ تو اس کی اگر ڈیٹیل کہیں دے دیتے تو زیادہ بہتر ہوتا کہ یہ چھ ارب روپے ہم کہاں خرچ کر رہے ہیں کیونکہ ہم نے انڈسٹریز کا آج تک کوئی ایسا کارنامہ نہیں دیکھا ہے کہ جو انڈسٹریز نے کہیں پر کوئی اُنہوں نے صنعت لگادی ہے لوگوں کو روزگار دے دی ہو، لوگوں کے روزگار کا ضامن بنے ہوں تو اس طرح کا کوئی مجھے سمجھ نہیں آرہا ہے اس کو اگر والیم نمبر 8 ہوجاتا تو ہم اس کو دیکھ لیتے۔ بہرحال یہ ذرا دیکھنے کی چیزیں ہیں۔ منسٹر صاحب سے یہی گزارش ہے کہ ان چیزوں کو دیکھیں۔ تیسری بات ہماری آگے آرہی ہے جنگلات کے لئے 3ارب 31 کروڑ روپے ترقیاتی مد میں اور 76 کروڑ روپے یہ ہم نے ڈیولپمنٹ کے لئے رکھے ہیں۔ جناب اسپیکر! مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں پچھلے ادوار میں بھی 2 سے 3 ارب روپے خرچ کئے گئے جنگلات کے لئے، اٹھارہ ہزار کچھ درختوں کا

اُس دن دیا گیا تھا ہمارے وزیرخزانہ صاحب کی Speech میں کہ اٹھارہ لاکھ کچھ درخت جنگلات نے لگائے ہیں۔اور میں کہتا ہوں مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اٹھارہ لاکھ درخت لگائے ہیں، جناب اسپیکر! ان کی افزائش کون کرے گا ہم تو درخت لگاتے ہیں درخت لگانے کے بعد اگر ان کو پانی اگر ہم دیتے ہیں ان کو نہیں دیکھتے ہیں، اٹھارہ کے بجائے ہم ایک لاکھ لگالیں ہم پہلے اُن ایک لاکھ کو تو بڑا کر دیں اُن کو اِس پوزیشن میں لیکر آجائیں تاکہ ان کو پانی کی ضرورت نہیں پڑے اُس کے بعد بارش کے اُوپر ہوں۔ہم اگر اٹھارہ لاکھ لگائیں ابھی میں دعوے سے کہہ رہا ہوں آپ ان میں اٹھارہ ہزار بھی نہیں دیکھو گے۔کیونکہ ہمارا طریقہ کار وہ واضح نہیں ہے ہم صرف درخت لگانا ہمارا وہ نہیں ہے کہ ہم نے درخت کو لگا دیا کہ جی ہم competition کردیں کہ میں نے دس ہزار درخت لگائے ہیں، فلاں نے بیس لگائے ہیں، فلاں نے پچاس لگائے ہیں لیکن ہم اس کی افزائش کرلیں تاکہ چار پانچ سال انکا بڑے ہونے کا پیریڈ ہے اُس کے بعد بھلے کمیونٹی سسٹم کرلیں کسی ڈیپارٹمنٹ کے حوالے کردیں یا خود ان کو سہارا دے دیں۔تو مہربانی کر کے ان چیز کو ذرا دیکھیں کیونکہ ہمارے پرانے درخت لگے ہوئے تو ان کا کوئی حال احوال نہیں ہے تو اس کا کوئی طریقہ کار یہ بنایا جائے کہ کم لگائیں لیکن اُنکی افزائش ہو۔تو ان چیزوں کو ذرا دیکھنا ہوگا۔جناب اسپیکر! اریگیشن پر اگر ہم آجاتے ہیں جو ہمارے اچھے خاصے پیسے ان کے لئے رکھے گئے ہیں، ان میں غیر ترقیاتی مد میں 5 ارب 30 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اور ترقیاتی مد میں 32 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔نہیں، 32 ارب 32 کروڑ رکھے ہیں اور اتفاق سے میرے حلقے میں یا میرے ضلع میں خضدار ضلع میں ایک بھی اسکیم نہیں رکھی گئی ہے۔میں تو پورے بلوچستان کی بات کر رہا ہوں لیکن اپنے ضلع کی بات کر رہا ہوں 32 ارب 32 کروڑ روپے میں خضدار ڈسٹرکٹ میں ایک بھی اسکیم اریگیشن کی نہیں رکھی گئی ہے شاید ہمارے پاس اریگیشن کی ضرورت نہیں ہے۔اور سب سے زیادہ میں کہتا ہوں کہ جو ہمارا خضدار ڈسٹرکٹ ہے دوسرے یا تیسرے نمبر پر آرہا ہے کہ جس کی آبادی تیسرے نمبر پر ہے کوئٹہ، کوئٹہ کے بعد تربت اور تربت کے بعد تیسرے نمبر پر خضدار کی آبادی ہے۔اور خضدار کا ایریا بھی کسی بڑے ڈسٹرکٹوں میں شمار ہوتا ہے کہ ہمارے ساتھ واشک لگتا ہے۔زاہد صاحب کا حلقہ اور پھر آواران بھی خضدار کو ٹچ کرتا ہے بیلہ ڈسٹرکٹ بھی خضدار کو ٹچ کرتا ہے حب ڈسٹرکٹ بھی خضدار کو ٹچ کرتا ہے پھر آگے ہم آجاتے ہیں سندھ کے دادو دسٹرکٹ اور اسکے بعد شہداد کوٹ ڈسٹرکٹ اور پھر آگے آجاتے ہیں قلات اور اسکے بعد سوراب ڈسٹرکٹ۔یہ سب ڈسٹرکٹس خاران ڈسٹرکٹ کو ٹچ کرلیتے ہیں تو جناب اسپیکر اتنے بڑے ایریا کے لئے اور ہیلی ایریا جہاں اچھی خاصی اریگیشن کی ضرورت ہے۔لیکن اس کے لئے ایک اسکیم بھی نہیں رکھی گئی ہے۔تو میں گزارش کروں گا سی ایم صاحب سے گورنمنٹ سے کہ مہربانی کر کے ذرا اس کو دوبارہ Revisit کر کے دیکھ لیں کہ خضدار کے لئے اس میں کچھ نہ کچھ اس میں آنا چاہیے۔اور کیمونکیشن ورکس کے لئے تو پیسے رکھے گئے اچھے خاصے غیر ترقیاتی مد میں 18 ارب

روپے اور ترقیاتی مد میں 54ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ تو یہ پیسے ٹھیک ہیں کافی ہیں کسی حد تک لیکن اس پر عملدرآمد ہونا چاہیے۔ تیسری بات آگے ہم جاتے ہیں جناب اسپیکر امن وامان کے سلسلے میں جو ایجوکیشن کے بعد لیکن اگر کسی angle سے دیکھا جائے تو ایجوکیشن سے بھی یہ آگے گزر چکے ہیں یہ 99ارب روپے جو رکھے گئے ہیں جو ہمارے امن وامان کے لئے ہیں۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ 99ارب روپے اگر ہم اپنی سیکورٹی پر خرچ کرتے ہیں تو میرے خیال میں یہ حال بلوچستان کا نہیں ہوگا کیونکہ امن وامان کا جو مسئلہ ہے وہ دن بہ دن بگڑتا جارہا ہے اور ہم ان کے پیسے بڑھاتے جارہے ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ اس پر ہمیں دیکھنا چاہیے۔ اگر سیکورٹی فورسز ہمیں تحفظ نہیں دے سکتی ہیں، سیکورٹی فورسز ہماری جان ومال کی حفاظت نہیں کرسکتی ہے تو اتنے پیسے ہم لوگ ان پر ضائع کرنے کے لئے ہمیں ضرورت نہیں ہے کہ ہم ان کو اتنے پیسے دے دیں۔ ہم پیسے دے رہے ہیں ہم اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ کاٹ کے ہم ان کو پیسے دے رہے ہیں اور امن وامان جو ہے سب سے زیادہ خراب بلوچستان میں ہے۔ تو 99یا 1 کھرب روپے جو ہم ان کو دے رہے ہیں تو اس پر ذرا غور کرنا چاہیے۔ جناب اسپیکر! میں مختصر کرلوں گا۔ سب سے بڑا یہ ہے کہ جو اس مہنگائی کے دَور میں جو ہم نے ایک وعدہ کیا تھا گورنمنٹ نے اُس دن میرے خیال میں ملازمین کے ساتھ، ملازمین کی Strike تھی، Strike میں وہاں ہمارے کچھ منسٹر صاحبان گئے تھے اور اُن سے وعدہ کیا تھا کہ ہم آپ کے ساتھ بیٹھیں گے اور میرے خیال میں کوئی فارمولہ طے کیا گیا تھا۔ تو کل ملازمین ہمارے پاس آئے کہ اُس فارمولے پر عملدرآمد نہیں ہوا ہے مجھے پتہ نہیں ہے کہ آج ہوگیا ہے یا نہیں ہوا ہے۔ کل کی بات ہے یہ دیکھیں اس پر عملدرآمد نہیں ہوا ہے اور بجٹ میں بھی ہم اس کے بارے میں کوئی چیز نہیں دیکھ رہے ہیں تو میں گورنمنٹ سے یہی گزارش کروں گا کہ مہربانی کرکے کہ جو وعدے اُن سے کئے گئے ہیں اُن کو پورا کیا جائے۔ آخر میں مَیں ایک اہم اُس پر آجاؤں گا جناب اسپیکر! ہمارے جھالاوان میڈیکل کالج خضدار، تین میڈیکل کالجز شروع ہوچکے تھے جن میں ڈاکٹر مالک صاحب! آپ کے دَور میں شروع تھے ڈاکٹر صاحب اُس ٹائم وزیراعلیٰ تھے تین میڈیکل کالج انہوں نے منظور کیے تھے اُن میں کیچ میڈیکل کالج تربت اور لورالائی میڈیکل کالج لورالائی اور جھالاوان میڈیکل کالج خضدار۔ تو دو چل پڑے۔ اور وہ دونوں کی بلڈنگز میڈیکل کالج تربت میں کافی ٹائم سے اُس کی بلڈنگ تیار ہوچکی ہے اور اُس میں کلاسز چل رہی ہیں لورالائی میں بھی کلاسز چل رہی ہیں اور اس کی بلڈنگ آخری مراحل میں ہے۔ اور خضدار کا وہ شروع ہونے سے پہلے ہی اس کو بالکل بجٹ سے نکال دیا گیا ہے۔ تو میں اس پر گورنمنٹ سے گزارش یہ کروں گا کہ آیا پہلے اس پر ڈیڑھ ارب روپے آپ لوگوں نے خرچ کیے۔ وہاں آٹھ سو ایکڑ زمین اُس کے لئے لی گئی ہے اُس کی باؤنڈری وال بنائی گئی ہے اور اُسکے بعد ہمارے منسٹر ہیلتھ اور منسٹر فنانس اور سیکرٹریز ایک دوسری ٹیم آئی اور اُس کا visit کرلیا اُنہوں نے کہا کہ اِس کو جلد از جلد تیار ہونی چاہیے لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج جب ہم نے PSDP دیکھ لی تو اِس کو

وہاں سے نکال دیا گیا ہے۔ بالکل خارج کر دیا گیا کہ جی خضدار میں میڈیکل کالج کی ضرورت نہیں ہے۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: سر! ضرورت ہے۔

جناب قائد حزب اختلاف: ٹھیک ہے، تو مجھے سمجھ نہیں آ رہا ہے بہر حال آگے جا کر میں اِس پر بات کرلوں گا کیونکہ آج میں سی ایم صاحب سے بھی ملا تھا اُنہوں نے یقین دہانی کرائی تھی باقی اپنا جواب وہ ہمیں دے دیں گے کیونکہ فلور پر ہمیں اِس کا جواب مل جائے تاکہ مَیں اپنے حلقے کو، اپنے لوگوں کو اور پورے کیونکہ جھالاوان میڈیکل کالج اگر جناب اسپیکر! مستونگ سے لیکر حب تک وہ جھالاوان میڈیکل کالج ہے اور پنجگور، بسیمہ، آپکا سوراب یہ سارے وہ جھالاوان میڈیکل کالج سے، تو مجھے سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ کس طریقے سے اِس کو نکالا گیا ہے؟ یہ بدنیتی کس نے کی ہے کیا ہوا ہے کیا نہیں ہوا ہے وہ گورنمنٹ اِس کا جواب دے دے گی۔ اور میری request یہ ہے کہ بجائے ہمیں، ہمارے خدشات کے، ہمیں پریشان کرنے سے بہتر ہے کہ فوری طور پر اس کا وہ اِس کو واپس کر دیں اور اُس کے لیے ایک سمری بنا دیں تاکہ ہم اِس میڈیکل کالج کا کام شروع کرنے کے لیے ہم بار بار میٹنگز کر رہے ہیں وزیر ہیلتھ صاحب سے مَیں نے پوچھا، کہتے ہیں مجھے پتہ ہی نہیں ہے۔ وزیر خزانہ صاحب کہتے ہیں مجھے پتہ نہیں ہے۔ تو پتہ نہیں کس نے کیا ہے کہاں سے کیا ہے بہر حال اگر کہیں missing ہوگئی ہے یا کچھ ہوگیا ہے مہربانی کر کے فوری طور پر اِس پر عملدرآمد ہونا چاہیے اور اُس کو دوبارہ PSDP کا حصہ بنا دیں تو جناب اسپیکر! یہ کچھ چیزیں تھیں جو مَیں نے عرض کرلیں۔ اور میری گزارش یہ ہے کہ ہماری جو تجاویز جائیں گی تو گورنمنٹ سے گزارش ہے کیونکہ مَیں نے 27 مارچ کو گورنمنٹ کو ایک لیٹر لکھا تھا کہ جی آپ پری بجٹ سیشن بلا دیں تاکہ بحیثیت اپوزیشن لیڈر مَیں نے لکھا تھا جو ہمارے قانون کے 115(a) کے تحت کہ جی مارچ، اپریل اور پھر مئی میں پری بجٹ ہونا چاہیے یہ تین مہینے اِس کے لیے اِس میں سے کسی بھی ٹائم پری بجٹ کے لیے رکھے جائیں تاکہ ہم اِس بجٹ کو دیکھ لیتے، اُس میں ہم تجاویز دیں گے آپ بھی تجاویز دے دیں گے کہ کہیں سے اگر کوئی missing ہو جاتی ہے یا کہیں کوئی ہماری کمزوری ہو جاتی ہے تو اِن کو ہم دیکھ لیتے اور حل کر لیتے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اُس لیٹر کا جواب مجھے بلکہ آپ کو جناب اسپیکر صاحب! کوئی ڈیڑھ ماہ کے بعد آ گیا ہے تو مارچ، اپریل، مئی اور جون بھی گیا آخری مئی کے end میں جا کر یہ لیٹر وہ آپ کو پہنچا اور اُس کے بعد اُس لیٹر کی کاپی آپ نے مجھے بھجوائی تھی۔ اُس میں یہی لکھا ہوا تھا کہ حالات یا رول کے مطابق کرلیں۔ تو جناب اسپیکر! رول کے مطابق مارچ، اپریل، مئی تھا۔ تو اُس کے بعد اِس پر عملدرآمد نہیں ہوتا اگر یہ چیزیں پہلے ہو جاتیں ہم بیٹھتے، ہم یہ نہیں چاہتے ہیں کہ جی گورنمنٹ ایک بجٹ پیش کر رہی تھی ہم اُس کی مخالفت کرتے۔ ضروری ہے کیا کہ ہم اُس کی مخالفت کریں۔ ہم اچھی چیزوں کی بالکل حمایت کریں گے اور جن چیزوں میں جو کمی رہ گئی ہے اِس بجٹ میں اُن کو مہربانی کر کے ہماری تجاویز جو بھی ہیں ہم تجاویز دے

رہے ہیں، یہ بخدا ہماری ذاتی کسی اُس کے لیے نہیں ہیں۔ یہ ہم اِس بلوچستان کے لیے اِس مظلوم عوام کے لیے کر رہے ہیں۔تو میری گورنمنٹ سے گزارش ہے کہ مختصراً گر میں نے اپنی جو باتیں کی ہیں مہربانی کر کے اِن کو اپنے ذہن میں رکھ لیں اِن کو نوٹ کرلیں تا کہ اِن پر عملدرآمد کرنے کی کوشش کرلیں۔ بہت شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: Thank you, Minister for Finance! Volume-VIII کب تک ٹیبل ہوگا۔

میر شعیب نوشیروانی (وزیر خزانہ): سر! بتا دیا ہے شاید ابھی پہنچ جائے۔USB shape میں ہے کیونکہ print جو ہے بڑی book تھی تو اِس لیے۔۔۔

جناب اسپیکر: Volume-VIII آپ سب کو میرے خیال میں USB کے ذریعے مل جائے گی آپ اُسکی study کرسکتے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: جناب اسپیکر! آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ دیکھیں ناں it is not acceptable جس دن بجٹ پیش ہوتا ہے اُس میں تمام volumes کو ہونا چاہیے۔ دیکھیں سر! ہم، USB، ہمیں پڑھنا نہیں آتا ہے، ہم جاہل لوگ ہیں۔ اِس وقت آپ کی تمام کی تمام جو books ہیں، مَیں کہتا ہوں یہ پھر آگے جائیں گے تو یہ پھر incomplete budget ہے۔ Rules of Procedure کے مطابق تو نہیں ہے۔ تو مہربانی کر کے اِس کو USB میں نہیں، ہمیں Hard copy چاہیے۔

جناب اسپیکر: جی منسٹر فنانس please۔

وزیر خزانہ: چونکہ دنیا وہ آگے سائنس وٹیکنالوجی کی طرف جا رہی ہے ہمیں بھی عادت ڈالنی چاہیے۔ تو میری یہی submission ہے کہ ابھی ایک دوسرا خرچہ نہ کروائیں، ابھی USB میں اگر پھر بھی مطمئن نہ ہوں، سیشن چل رہا ہے اُس کے بعد جو ہے ہم۔۔۔

جناب اسپیکر: اچھا اِس طرح ہوسکتا ہے کہ کوئی تین چار کاپیاں اُس کی پرنٹ ہوں، ہمارے معزز اراکین کچھ کو دی جائیں، باقی لوگوں کو بیشک USB کے ذریعے دی جائیں۔

وزیر خزانہ: سر! کوئی issue نہیں ہے اِتنا تو ہم کرلیں گے۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: جناب اسپیکر! مَیں ایک گزارش کرلیتا ہوں، پھر پورے بجٹ کو کردیں۔

جناب اسپیکر: پورے بجٹ کو؟

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: اور اِسمیں Rules of Business میں پھر آپ پڑھ لیں۔ یہ کیا بات ہے کہ USB میں آپ ہمیں دیتے ہیں۔ اگر ہم جیسے جاہلوں کو USB میں وہ نہیں کرنا آتا تو سر! یہ تو پورا تیرہ چودہ جلدوں کی

بجائے چار جلدیں یہاں رکھ لی ہیں۔شعیب صاحب! مَیں آپ سے گزارش کرتا ہوں آپ اپنے محکمے سے کہیں کہ اِس طرح نہیں ہے۔فیڈرل گورنمنٹ USB دے دیں پھر؟ نہیں دے رہی ہے۔یہ اُس نے اِتنا موٹا وہ دیا ہے میرے پاس وہ موجود ہے۔تو سر! آپ سے گزارش ہے کہ یہ USB کا آپ کی Rules of Business میں آپ کرلیں کہ آئندہ تمام بجٹ soft copy میں ہوگا، Hard copy میں نہیں ہوگا۔

جناب اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! ابھی آپ کو اس کی اِنشاءاللہ hard copy ملے گی۔باقی یونس عزیز زہری صاحب! آپ نے پری بجٹ پر جو بات کی تھی تقریباً بالکل اِس میں دورائے نہیں ہے یہ قانونی طور پر گورنمنٹ bound ہے کہ وہ پری بجٹ سیشن کا انعقاد کرے گی۔جس میں آپ، باقی سارے ممبرز اُس میں participate کریں گے اور پھر وہ آگے اپنے suggestions بھجوائیں گے، اُن کو accommodate کرنے کے لیے بجٹ میں۔ہوا نہیں ہے لیکن یہ ہے کہ گزارش ہماری یہ ہے اور مَیں مناسب یہ سمجھتا ہوں کہ atleast آنے والے دنوں میں اگر ہم یہاں رہے تو یہ پری بجٹ کا انعقاد اِنشاءاللہ ہم اِن کو ensure کریں گے، اِنشاءاللہ۔it is ok.

جناب قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: یونس عزیز زہری صاحب کا مائیک آن کریں۔

جناب قائد حزب اختلاف: پری بجٹ تو نہیں ہوا، وہ گورنمنٹ اپنی جواب دے دے گی کیوں نہیں کروائی۔باقی اگر ہم post-budget پر بھی جائیں تو جب ہم request کریں post-budget کے لیے تو post-budget پر تو کیا جا سکتا ہے تو اُس پر بھی اور اس پر ہم ابھی بھی غور کر سکتے ہیں تاکہ ہماری جو کمیاں ابھی رہ گئی ہیں وہ آگے جا کر ہم اِن کو پورا کر سکتے ہیں، کیونکہ پری بجٹ تو ہونی چاہیے تھی تو اُس کی جواب گورنمنٹ دے دے گی کہ کیوں نہیں کروائی تو وہ اُن کا کام ہے۔میرے خیال میں ہونا یہ چاہیے تھا سب کے لیے اچھا تھا گورنمنٹ کے بھی ہمارے لیے بھی اور سب کے لیے۔ لیکن اُنہوں نے نہیں کیا۔

جناب اسپیکر: مَیں لیڈر آف دی ہاؤس سے request کروں کہ چونکہ یہ پری بجٹ سیشن نہیں ہوا لیکن post-budget سیشن quarterly basis پر ہونے ہیں جو کہ ابھی آنے والے دنوں میں۔اگر آپ اِس پر اتفاق کرتے ہیں اُسی میں سے آپ کا issue resolve ہو جاتا ہے تو ٹھیک، نہیں تو لیڈر آف دی ہاؤس اِس پر comment کریں گے کہ وہ ایک علیحدہ آپ کیلئے ایک سیشن کا ہمیں انعقاد کرنے کی اجازت دیتے ہیں تو ہم. we will go for it اِنشاءاللہ۔

محترمہ شاہدہ رؤف: جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: شاہدہ رؤف صاحبہ کا مائیک آن کر دیں۔

محترمہ شاہدہ رؤف: Thank you اسپیکر صاحب! ایک آپ سے راہنمائی اپنی information کے لیے چاہیے کہ جب بھی بجٹ پیش ہوتا ہے اُس کے بعد مطالبات زر بھی آتے ہیں۔ تو ہمیں پہلا جو ایجنڈہ ملا تھا وہ میرے خیال میں مطالبات زر کا تھا۔ اور اُس کے بعد عین بجٹ سے ایک منٹ پہلے وہ سارا شیڈول change کیا گیا اور debates پر آ گئے تو اِس کا کوئی خاص reason ہے مطالبات زر آج کیوں نہیں آ سکے؟

جناب اسپیکر: میڈم! آپ ذرا سمجھنے کی کوشش کریں مطالبات زر کا ایجنڈہ سے پہلے، آج general discussion ہے۔ کل general discussion ہے، اور Monday کو بھی general discussion اُس کے بعد پھر جس topic پر آپ بات کر رہی ہیں وہ on table آئے گی۔ جی مولوی ہدایت الرحمٰن صاحب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جزاک اللہ۔ یہ بجٹ جو پیش ہوا، اِس میں ظاہر ہے وہ بلوچستان جو میں اور آپ پورے ایوان والے، مَیں اور آپ رہتے ہیں، سب سے زیادہ جہالت بلوچستان میں ہے، سب سے زیادہ غربت بلوچستان میں ہے، ہیلتھ کی کیا صورتحال ہے بلوچستان میں؟ یہ تو رپورٹس ہیں یہ میری نہیں ہے سب سے زیادہ جو غذائی قلت کی وجہ سے بچے مرتے ہیں پورے ایشیاء میں، مائیں ہیں زچگی کے وقت، پورے ایشیاء میں جو زیادہ مائیں مرتی ہیں بلوچستان میں یہ رپورٹس ہیں سب جانتے ہیں۔ اِسی طرح پانی، یہ بلوچستان کی کتنی جگہوں سے جانور اور انسانی گڑھے سے پانی پیتے ہیں یہ مَیں اور آپ اُن علاقوں پر جاتے ہیں، دیکھتے ہیں وہ گڑھے بھی ہم نے دیکھے ہیں۔ اِس بجٹ میں تو تین چیزیں ہیں ایک تو ترقیاتی بجٹ ہے 250 ارب کے قریب، تین چیزیں پورے بجٹ میں آپ پوری study کریں تین چیزیں آپ کو ملیں گیں۔ ایک ترقیاتی بجٹ ہے 250 ارب کے قریب، دوسرا غیر ترقیاتی بجٹ ہے 640 ارب کا، تیسرا، 6 ہزار کے قریب ملازمتیں ہیں۔ یہی تین چیزیں آپ کو ملیں گیں۔ باقی ایک ایک ڈیپارٹمنٹ کا جائزہ لیں فلاں کو کتنا ملا ہے، فلاں کتنا ملا ہے تو یہی تین چیزیں ہیں پورے بجٹ میں۔ اچھا یہ آپ کا جو ترقیاتی بجٹ ہے یہ ترقیاتی بجٹ 250 ارب روپے یہ 6 ہزار اسکیموں کے لیے ہیں۔ 6 ہزار نئی اور پُرانی اسکیموں کے لیے ہیں۔ 6 ہزار سے زائد اسکیموں کے لیے 250 ارب روپے۔ اِس میں 3 ہزار اسکیمات ایسے ہیں جو کئی سالوں سے چل رہی ہیں۔ کئی سالوں سے اِس کے لئے ہم بجٹ مختص کرتے ہیں 3 ہزار سے زائد اسکیمات ہیں جو کئی سالوں سے چل رہی ہیں اور نئی اسکیم ہیں 2 ہزار سے زائد نئی جو اسکیمز ہیں اِس دفعہ جو ڈالی گئی ہیں۔ اچھا غیر ترقیاتی جو بجٹ 640 کا اِن دونوں میں، مَیں کہتا ہوں جیسے اُس دن سی ایم صاحب! نے کہا کہ اِس دفعہ بجٹ میں، جو پچھلا بجٹ ہے 100 فیصد خرچہ ہوا ہے، release ہوئے ہیں 100 فیصد۔ تو یہ ہمارے ریلیز تو ہوئے ہیں، خزانے سے تو نکلے ہیں، physical زمین پر لگے ہیں کیا؟ آج بلوچستان میں جو

مَیں نے کہا کہ سب سے زیادہ غربت ہے جناب اسپیکر! سب سے زیادہ جہالت بلوچستان میں ہے، یہ بھی حقیقت ہے سب سے زیادہ corruption بھی بلوچستان میں ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ سب سے زیادہ کمیشن خوری بھی بلوچستان میں ہے، یہ بھی حقیقت اِس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا ہے، ہر MPA ہر وزیر اِس کا کوئی اِنکار نہیں کرسکتا۔ جہالت اور غربت کے باوجود بھی سب سے زیادہ کرپشن یہاں ہے۔250 ارب ترقیاتی، 640 غیر ترقیاتی، ایک ہزار ارب اِس میں کتنے فیصد کرپشن ہوتی ہے؟ کتنے فیصد کمیشن میں جاتا ہے؟ اِس پر میں بھی، میرا کمیشن بھی کہ اِتنا فیصد فلاں کا ہے، اِتنا فیصد فلاں آفیسر کا ہے، اِتنا فیصد فلاں کا ہے شاید اِن میں سے کچھ نہیں لیتے ہونگے، ایسا میں نہیں کہتا ہوں کہ تمام ایوان والے، سب کسی پر الزام نہیں لگاتا، اِس میں ایسے لوگ بھی ہوں گے اِس ایوان میں جو کمیشن بھی نہیں لیتے، کرپشن بھی نہیں کرتے، سب کرپشن نہیں کرتے، لیکن یہ حقیقت ہے کہ بلوچستان میں سب سے زیادہ کرپشن ہے۔ تو یہ ایک ہزار ارب روپے زمین پر کتنے لگتے ہیں؟ سب سے پہلے یہ کہ 250 ارب پورے، ایک کروڑ 40 لاکھ ہماری آبادی ہے، آدھا پاکستان ہے۔ اِس میں ہمارا ترقیاتی بجٹ ہے، 250 ارب اور یہ بھی 6 ہزار اسکیمات کے لیے، 6 ہزار اسکیمات جو ہیں کب تک قیامت تک پورا کریں گے؟ جو 250 ارب میں؟ تو میرا کہنا یہ ہے کہ صوبائی حکومت ہم سب کو جتنے ایوان میں ہیں اگر ہم چاہتے ہیں قوم کی خدمت کریں ہمیں بھی قربانی دینی پڑے گی، یہ جو 40، ایک ہزار ارب ہے یہ جو میں بار بار کہتا ہوں جناب اسپیکر! یہ جو غیر ترقیاتی اِخراجات کو کم کرنا، کیا ضروری ہے جناب اسپیکر؟

جناب اسپیکر: جی جی please۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: یہ کیا سرینا ہوٹل میں سرکاری تقریب ضروری ہے؟ آپ کہتے ہیں کہ مَیں، آپ نے کتنی buildings, hall بنائی ہیں؟ اب سرکار کے کتنے ہال ہیں؟ سرکار کی کتنی بلڈنگیں ہیں جس نے اربوں روپے میں اپنا پیٹ کاٹ کر کے وہ بلڈنگ بناتا ہوں آپ پھر بھی سرینا میں پروگرام کرتے ہیں اب بلڈنگ پر کیوں یہ اِس بجٹ میں بلڈنگ کے لیے کیوں رکھتے ہیں؟ پھر نہ رکھیں آپ طے کرلیں کہ تمام پروگرام سرینا ہوٹل میں ہوا کریں گے یہ بلڈنگ بنائیں کیوں ہیں آپ نے؟

جناب اسپیکر: جی آپ کون سے پروگرام کی بات کررہے ہیں؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: یہ بہت سارے پروگرامز ہیں، ہمیں اِتنی دعوتیں آتی ہیں ایک میں سرینا نہیں گیا تھا یہ دعوتیں آتی ہیں ایک دفعہ ایک وزیر نے مجھے دعوت دی تھی تو مَیں نے لکھا کہ آپ کے خرچے پر ہے یا سرکار کے خرچے پر؟

جناب اسپیکر: اچھا مَیں آپ سے یہ گزارش کردوں جس پروگرام کا اگر آپ ذکر کررہے ہیں ہم نے ایک orientation program کروایا تھا۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: نہیں نہیں اس کا نہیں کہہ رہا ہوں اُس کا کہہ رہا ہوں اِس کا نہیں کہہ رہا ہوں، عمومی میں کہہ رہا ہوں۔

جناب اسپیکر: وہ PIPS والوں نے کیئے ہم نے نہیں کیئے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: تو مَیں یہ کہہ رہا تھا جو غیر ترقیاتی اخراجات ہیں، یہ کم کرنے ہوں گے، کرپشن کے خلاف اقدامات کرنے ہونگے کمیشن خوری کے خلاف اقدامات کرنے ہونگے، ہم نے bureaucracy کی زندگی دیکھتے ہیں، بیوروکریسی کی ٹاٹ باٹ، گاڑیاں، گھر، fuel کے اخراجات، گھر کے اخراجات، یوٹیلٹی بلز، یہ کس کے ہیں؟ یہ غیر ترقی اخراجات تھے ہمارے بلوچستان کے لوگوں پر خرچ کے پیسوں سے نہیں جاتے؟ یہ یوٹیلٹی بلز ہیں ہمارے گھروں کے، ہمارے fuels کے، ہماری گاڑیوں کے جو اخراجات ہیں جو auto، بچوں کے، ٹوں ٹوں والوں کی گاڑیوں والوں کے جو اخراجات ہیں، جو fuel ہیں، جو ایک ایک سو گاڑیوں پر گھومتے ہیں بیوروکریسی کے لوگ، کیا یہ سب اخراجات نہیں ہیں؟ یہ غریب کے پیسوں سے نہیں جاتے؟ تو یہ میرا جناب اسپیکر! یہ ہے کہ جو ایک ہزار ارب روپے کا یہ بجٹ ہے ہمارا، 640 غیر ترقیاتی بجٹ اِس میں تنخواہیں بھی ہیں تو اِس میں ہم کو کفات شعاری کرنی ہوگی قربانی دینی ہوگی۔ ہمیں بھی پیٹ پر پتھر باندھنے ہونگے ہمیں بھی اپنے اخراجات کم کرنے ہوں گے۔ ہمیں بھی یہ جو ٹاٹ باٹ مغل بادشاہوں کی زندگی ترک کرنی ہوگی، ہمیں بھی قربانی دینی ہوگی، ہمیں بھی کچھ قربانی اپنی قوم کی خاطر جو آج بھی میں آپ کو دعوت دیتا ہوں جناب اسپیکر! آپ کراچی جناح ہاسپٹل جائیں، سول ہسپتال کراچی جائیں اُس کے footpath پر بلوچستان کی ماں، ایک گندی جگہ سڑک پر بلوچستان کی ماں سو رہی ہے آج بھی، جب ایسی، ایسا غیرتمند صوبہ جس کی ماں آج بھی کراچی کے جناح اور سول ہسپتال کے footpath پر آج بھی میری ماں سو رہی ہے تو مجھے یہ شاہانہ زندگی گزارنے کا حق ہے؟ مجھے مغل بادشاہوں کی طرح زندگی گزارنے کا حق ہے؟ یہ ٹاٹ باٹ کی جو میں زندگی گزار رہا ہوں، کس طرح میں یہاں شاہانہ زندگی گزار سکتا ہوں؟ کس طرح نیند کر سکتا ہوں جب میری ماں جناح ہسپتال، سول ہسپتال کے، فٹ پاتھ پر سو رہی ہو۔ میرا کہنا یہ ہے مَیں صوبائی حکومت سے گزارش کرتا ہوں یہ جو کمیشن ہے، یہ کرپشن ہے اِس کے خلاف، یہاں جو انسدادِ دہشتگردی کا بل آیا، یہاں اور جتنے بل ہیں مائنز اور منرلز کا بل آیا ایک بل صوبائی حکومت کرپشن پر آجائے، کرپشن کے خلاف ایک بل بھی آئے کرپشن کے کہ یہاں سب سے زیادہ کرپشن ہوتی ہے اُس کے خلاف ہونی چاہیے۔ جو سادگی ہے، سادگی کی زندگی گزاریں، گھروں اور دفتروں کی تمام ٹاٹ باٹ ختم کریں اور یہ جو بیروزگاری ہے جناب اسپیکر! 30 لاکھ میں یہ پیش کرتا ہوں تو مجھے کہتے ہیں حکومت والے کہ آپ کہاں سے لاتے ہیں، آپ کو خواب آتے ہیں؟ 30 لاکھ، 30 لاکھ نوجوان بیروزگار ہیں آج 30 لاکھ نوجوان بلوچستان میں بے روزگار ہے آپ اپنے بجٹ میں صرف 6 ہزار

دے رہے ہیں۔ 30 لاکھ نوجوانوں کو صرف آپ 6 ہزار جناب اسپیکر! دے رہے ہیں یہ جو باقی لاکھوں لوگ ہیں باقی لاکھوں نوجوان ہیں، وہ کہاں جائیں؟ اُس کے لیے تو آپ نے کیا اقدامات کیے؟ بارڈر تو بند کرتے ہیں ماشاءاللہ ایپکس کمیٹی والے بیٹھے ہوئے ہیں بارڈر بند کرتے ہیں کہ قومی خزانے کو نقصان ہوتا ہے اور قومی خزانے آپ 200 ارب روپے کی خاطر میرا بارڈر بند کرتے ہیں، 25 لاکھ نوجوانوں کو بے روزگار کرتے ہو اور دیتے آپ 6 ہزار صرف نوجوانوں کو روزگار آپ اپنی PSDP صرف 6 ہزار لوگوں کو روزگار دے تو ایک ہزار ارب میں، اور آپ پھر دوسرے متبادل روزگار دیتے بھی نہیں ہو دوسرے پرائیویٹ روزگار دیتے بھی نہیں ہو، لوگوں کو مزدوری بھی نہیں کرنے دیتے۔ آپ بارڈر بند کر دیتے ہیں۔ آپ دیتے ہیں چھ ہزار تو اِس میں اسکے لئے 50 لاکھ حکومت سے بات کرتے کہ بھئی آپ، آپ کے فیصلوں کی وجہ سے ہم بارڈر بند کر رہے ہیں تو آپ سے فیڈرل حکومت تعاون کرے کہ 25 لاکھ نوجوانوں کو بلوچستان میں ہم روزگار دیں گے۔ 25 لاکھ نوجوان کو روزگار دیں گے تا کہ RAW یہاں involve ہے آپ ہمیں بتاتے ہیں جناب اسپیکر! کہ RAW کہ اتنے پیسے ہیں یہاں بلوچستان میں involve ہیں، فیڈرل حکومت والے ہمیں بتاتے ہیں حکومت، آپ کی آپ کی پارٹی کے لوگ ہمیں بتاتے ہیں figures میں ماشاءاللہ بتاتے ہیں کہ RAW کا اِتنے کروڑ روپے بلوچستان میں involve ہیں۔ تو آپ کو کیوں توفیق نہیں ہوتی کہ 25 لاکھ نوجوانوں کو اتنے کروڑ دے دیں؟ آپ کو کیوں توفیق نہیں ہوتی کہ 25 لاکھ بلوچستان کے نوجوان کو روزگار دے دیں؟ جب RAW والے بلوچستان کے نوجوانوں کو پیسہ دے سکتے ہیں تو اسلام آباد والے کیوں نہیں دے سکتے؟

جناب اسپیکر: تو آپ سمجھتے ہیں کہ یہ بیروزگاری کی وجہ سے ہے؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جی ہاں۔

جناب اسپیکر: اچھا۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: یہ تو اللہ نے کہا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا (عربی) جو فقر ہے، فقر جو محتاجی ہمارے نبی آخر الزمان، آخری نبی ﷺ نے فرمایا کہ محتاجی سے لوگ اللہ کے باغی ہوتے ہیں، محتاجی سے لوگ پیغمبر کے باغی ہوتے ہیں، ریاست تو بہت چھوٹی چیز ہے۔ یہ جو محتاجی ہے یہ جو فقر ہے جو محتاجی ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا ہمارے نبی ﷺ کی بات جھوٹی نہیں ہوسکتی جناب اسپیکر! ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا تو آپ کیا کہتے ہیں ہماری محتاجی و فقر ہیں، اِس لیے جو بے روزگاری ہے اِنسان کو باغی بناتا ہے۔ یہ بیروزگاری جو ہے یہ ریاست کا باغی بناتا ہے۔ اللہ کا باغی بناتا ہے، رسول ﷺ کا باغی بناتا ہے، ریاست کا باغی بناتا ہے، تو آپ صرف 6 ہزار ملازمتیں دے رہے ہیں جناب اسپیکر! تو یہ میری آخری بات یہ ہے جناب اِس پوری PSDP میں مجھے CPEC نظر نہیں آیا جناب اسپیکر!۔ 56 یا 54 ارب ڈالرز کا پورا

پروجیکٹ ہے کہاں ہےاس میں سی پیک؟ ریڑھ کی ہڈی تو بلوچستان ہے جناب اسپیکر۔ ماتھے کا جھومر تو گوادر ہے ماشاءاللہ سی پیک کہاں ہے،سی پیک phase-2، CPEC phase-1 مکمل ہوا ہے۔CPEC phase-2 شروع ہوا ہے۔سی پیک phase-2 کہاں ہے۔کراچی سے حیدرآباد CPEC phase-2،کراچی سرکلر ریلوےCPEC phase-2،لاہور کا فلاں اسکیم CPEC phase-2۔بلوچستان؟ کہاں ہے بلوچستان؟ یہ جھوٹ نہیں ہے کہ بلوچستان کےعوام کوسی پیک کے نام پر دھوکہ دیا گیا ہے۔ یہ جھوٹ نہیں ہے کہ ہمیں سبز باغ دکھائے گئے،یہ جھوٹ نہیں ہے پورے اسکیمات میں یہ سی پیک کے 56ارب ڈالرز میں کچھ بھی نہیں ہے بلوچستان میں ہمارے پروجیکٹ میں اور یہ آپ نے کوئٹہ سے کراچی آپ تو پیٹرول کے بچت سے بنارہے ہیں۔وزیراعظم صاحب نے خود فرمایا خود تقریر کی کہ میں یہ جو کراچی سے کوئٹہ کا جو روڈ ہے یہ موٹروے نہیں ہوگا،موٹروے طرز کا ہوگا،NHA ہوگا لیکن میں پیٹرول کی بچت سے بنا رہا ہوں۔تو یہ سی پیک اس میں کہاں ہے؟

جناب اسپیکر: تو وہ فیڈرل پی ایس ڈی پی میں reflect ہے میرے خیال میں،چمن ٹو کراچی۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جی یہ تو پیٹرول کی بچت میں ہوگی۔خدا نہ کرے وہ ہمیں خوف ہے کہ پیٹرول کی قیمت بڑھ گئی پھر ہماری جیب سے نہ نکالیں۔ابھی تو کم ہوا ہے کہ وہ بنا رہا ہے یہ جس دن اگر یہ پیٹرول کی قیمت بڑھ گئی تو بلوچستان والے ہم خوف میں ہیں۔تو میں سی پیک کا کہہ رہا ہوں آپ بھی اس صوبے کے ہیں میں بھی اس صوبے کا ہوں پورا ایوان صوبے کا ہے۔تو یہ 54ارب ڈالرز کا پورا جو سی پیک پاک چائنا اقتصادی راہداری ہےاس پورے ہمارے بلوچستان کے بجٹ میں CPEC phase-2 میں کوئی پروجیکٹ ہے؟ کیوں نہیں ہے؟ CPEC phase-2 میں کیوں نہیں ہے بلوچستان؟ صرف کیا بلوچستان چیک پوسٹوں کے لیے ہے؟ کہاں سے آرہے ہو کہاں جارہے ہو صرف خودکش حملوں کے لیے ہے،صرف ٹارگٹ کلنگ کے لیے ہے۔پھر پوچھتے ہیں بلوچستان میں خودکش دھماکہ کیوں ہورہے ہیں۔کہتے ہیں کہ سی پیک کو خطرہ ہے۔سی پیک یہاں موجود ہی نہیں ہے۔نہ phase-1 موجود ہے اور نہ phase-2 موجود ہے لیکن دھماکے یہاں ہوتے ہیں خودکش یہاں ہوتے ہیں سی پیک کو خطرہ بلوچستان میں ہے۔میں آپ کو پھر کہہ رہا ہوں پورے پی ایس ڈی پی میں صوبائی حکومت کو لڑنا چاہیے اسلام آباد والوں کے ساتھ۔اسلام آباد والوں سے لڑنا چاہیے کہ سی پیک میں کیوں محروم ہے۔میں آخر میں اس پورے پروجیکٹ میں پورے بجٹ میں یہ کہتا ہوں اپنے آپ کو بھی کہتا ہوں، میں بھی قربانی کے لیے تیار ہوجاؤں، MPAs بھی،وزیر بھی بیوروکریسی بھی سب تیار ہوں کہ بلوچستان کے عوام کو ریلیف دے دیں،بلوچستان کی ماں کو ریلیف دے دیں،بلوچستان کے بچے کو ریلیف دے دیں۔بلوچستان کے بچے کو ریلیف دے دیں اُس ماں کو جو کراچی کے فٹ پاتھ پر سو رہی ہے اُس کو بلوچستان میں علاج کی سہولت مل جائے۔وہ جو

میرے نوجوان جو کسی کے پیسوں کی وجہ سے کہیں جاتا ہو اُس کو یہاں روزگار مل جائے۔ ہم سادگی اختیار کریں اور ہوٹلوں میں، جناب اسپیکر! یہ جو مفت کی حج ہیں ناں۔ میں نے اپنی تجویز میں دی ہے جناب اسپیکر! یہ جو مفت کی حج ہے اس پر پابندی ہونی چاہیے مفت کے عمرہ جو ہیں اُن میں پابندی ہونی چاہیے یہ جو مفت کے سیر سپاٹے ہیں اس پر پابندی ہونی چاہیے باہر کے جو سیر سپاٹے ہیں اُس دن میں گیا تھا ایک مہینے پہلے یہ دفتر جاتا ہوں بیوروکریسی والوں کا پوچھا ہوں کہ فلاں افسر کہاں ہے؟ کہہ رہے ہیں کہ لندن میں ہے، پھر میں دوسرے دفتر جاتا ہوں کہ فلاں افسر کہاں ہے؟ کہہ رہے ہیں نیویارک میں ہے۔ پھر جاتا ہوں فلاں افسر کہاں ہے کہہ رہا ہے چائنا ہے۔ پھر میں جاتا ہوں چوتھے دفتر میں کہ افسر کہاں پر ہے؟ ہم MPA تو سیکرٹریٹ میں ذلیل ہیں بیوروکریسی کوئی لندن میں ہے کوئی چائنا میں ہے کوئی سوئٹزرلینڈ میں ہے کوئی تھائی لینڈ میں ہے کس کے پیسوں سے جاتے ہیں میرے پیسوں سے آپ کے پیسوں سے بلوچستان کے پیسوں سے۔ یہ جو باہر کے سیر سپاٹوں میں پابندی ہونی چاہیے مفت کے عمرہ پر ہیں، مفت کے حج میں یہ مفت کے جتنے سرینا ہوٹل پر جو عالی شان five star,seven star ہوٹلوں میں جو پروگرامات کرتے ہیں اُن پر پابندی ہونی چاہیے۔ جو چھوٹے چھوٹے ہمارے سرکار کے ہال ہیں پروگرامات اُن میں ہوں۔ تو انشاء اللہ اس سے بلوچستان کے عوام کو ریلیف ملے گا۔ میں صرف ایک حکومت سے گزارش کرتا ہوں کہ وعدہ کریں بلوچستان کے عوام سے کہ 250 ارب روپے ترقیاتی اور 640 ارب غیر ترقیاتی وہ کرپشن نہیں کریں گے، پورے بلوچستان کے عوام کو بتادیں، کمیشن خوری نہیں کریں گے، بلوچستان کے پیسے سو فیصد بلوچستان کے عوام پر خرچ ہونگے۔ انشاء اللہ ہم اِس 250 ارب روپے سے بلوچستان کی زندگی زیادہ نہیں تھوڑی بہت تبدیلی انشاء اللہ نظر آئے گی۔

جناب اسپیکر: thank you مولوی ہدایت الرحمٰن صاحب، meaning full speech تھی۔ جناب رحمت صالح بلوچ صاحب! آپ نے شاید میرے خیال میں request کی تھی Monday کے لیے۔ تشریف رکھیں please.

رحمت صالح بلوچ: جناب اسپیکر! میں Saturday کو speech کروں گا۔

جناب اسپیکر: ok Saturday کے لیے۔ میر جہانزیب مینگل صاحب!

میر جہانزیب مینگل: میں Saturday کو بات کروں گا۔

جناب اسپیکر: جی Saturday کو.ok۔ جی جناب صمد خان گورگیج صاحب!

جناب عبدالصمد خان گورگیج (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ سائنس وانفارمیشن ٹیکنالوجی): thank you جناب اسپیکر صاحب۔ سب سے پہلے میں وزیراعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی صاحب، میر نوشعیب نوشیروانی صاحب اور اُن کی ٹیم

health کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ایک عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر۔ جناب اسپیکر صاحب! وزیر اعلیٰ صاحب نے department, agriculture,IT جیسے شعبوں میں کثیر رقم مختص کر کے ایک ریکارڈ قائم کیا ہے۔اور انشاء اللہ و تعالیٰ یہ جتنے بھی education میں ہمارے قائد ایون صاحب نے جو رقم ادا کی ہے اس پر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے بجٹ میں تو یہ پیسے آجاتے ہیں لیکن یہ جو deliver ہونے چاہئیں وہاں پر districts میں یہ صحیح طریقے سے deliver نہیں ہو پاتے ہیں۔ جناب اسپیکر! ہمارے districts میں جو بہت دور دراز علاقے ہیں وہاں پر schools بند پڑے ہوئے ہیں۔ میں نے پچھلے سال بھی اِس بجٹ میں اسی جگہ پر میں نے یہ کہا کہ کتنے ghost schools ہیں جو بند پڑے ہوئے ہیں اور کتنے teachers ہیں جو غیر حاضر ہیں، حاضری پر بالکل آتے نہیں ہیں۔ kindly اس پر ایک نوٹس لیا جائے یا رولنگ دیں تاکہ یہ جتنے پیسے ہمارے ایجوکیشن کے لیے جاتے ہیں، ہم تو سی ایم صاحب کے مشکور ہیں گورنمنٹ آف بلوچستان کے بھی مشکور ہیں، جو پیسے آتے ہیں لیکن پیسے وہاں تک deliver نہیں ہو پاتے ہیں۔تو سی ایم صاحب کا مَیں شکریہ ادا کرتا ہوں، اِس دفعہ سی ایم صاحب نے IT department کو بھی زیرِ نظر رکھا۔آئی ٹی department جو نوجوان نسل کا up-comming generation کا یہ department ہے اس میں سی ایم صاحب نے آٹھ districts میں سیف سٹی پروجیکٹس اور میں سی ایم صاحب سے یہ request کرتا ہوں کہ کچھ جو بڑے شہر ہے اُن کو IT park بھی دے دیں تاکہ وہاں کے جتنے بھی بچے ہیں وہاں پر جا کے یہ online trainings کریں جس میں E-commerce اور Finance وہ سیکھ سکیں جو انٹرنیشنل نوجوان نسل ہے اُس کے ساتھ ہماری یہ نسل compete کرسکیں۔تو جناب اسپیکر! میں agriculture پر آتا ہوں کہ یہ خوش آئند بات ہے کہ اس دفعہ ہمارا بلوچستان ایک دفعہ رینکنگ پر نمبر وَن پر آیا olive کی کاشتکاری پر جو کہ ایک بڑی خوش آئند بات ہے۔ دوسری بات یہ ہے جناب اسپیکر! یہ ہم نے جو صاف صفا والوں کو تین ارب روپے دیے ہوئے ہیں کوئٹہ کی مد میں صفائی کی، یہاں پر zero performance ہے صفائی والوں کا kindly اس کے اُوپر آپ ایک رولنگ دیں، ہمیں MPAs کو فون آتے ہیں کچرے کے لیے، بجلی کی لوڈ شیڈنگ، گیس نہیں ہے پانی نہیں ہے۔ جس طرح مولانا صاحب نے کہا کہ بیوروکریسی I am agree with مولانا صاحب۔ and I am not talking about all bureaucrats, but there are some notorious bureaucrats in every department. اِن کو لگام دینی چاہیے جو یہ نواب بنے پھرتے ہیں، بدمعاش بنے پھرتے ہیں، یہ واپڈ، مَیں آپ کے نوٹس میں ایک بات لانا چاہتا ہوں کہ ہزارہ ٹاؤن میں جناب ہزارہ ٹاؤن 100% billing pay کر رہی ہے لیکن وہاں پر بھی لوڈ شیڈنگ ہے، ایک رپورٹ آئی ہے سر۔

جناب اسپیکر: سر! یہ issue تو کل کی میٹنگ سے related ہے۔ آپ بجٹ speech کی طرف آ جائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ سائنس وانفارمیشن ٹیکنالوجی): بس بجٹ کے بارے میں، تو مَیں بجٹ سے مطمئن ہوں سر۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ ایک میں request کرتا ہوں سر یہ ہمارے بلوچستان میں یہ Tik-Tok تو ہر گھر میں دیکھا جاتا ہے لیکن اس Tik-Tok میں بیہودہ videos بھی آتے ہیں سر۔ اس میں کوئی ایسا system لگائیں کہ یہاں پر تین سے چار منٹ کا monitoring system ہو پھر وہ upload ہوں۔ اگر نہیں ہوتا ہے سر تو اس کو kindly یہاں سے ختم کروالیں۔ اور دوسری ایک اور تجویز ہے سر واپڈا تو بلوچستان کا subject ہے ہی نہیں۔ ہم جتنا روئیں یہاں پر، جتنی اپنی کوشش کریں کچھ بھی نہیں ہونا ہے جناب۔ کل اُس کو عید پر بلایا، عید کے دوسرے دن سے فون آنا شروع ہوئے ہیں، اِس کو رولنگ دیں privatize کریں سر اس کو۔ ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے جناب۔ ہم بیوروکریسی اور عوام کے درمیان کالی چادر بنے پھر رہے ہیں سر۔ جو بیوروکریٹس جو کرتے ہیں وہ عوام تک پہنچتے نہیں ہیں اور بدنام سر ہم ہورہے ہیں۔ تو kindly اس پر ذرا نوٹس لیں۔ تو بجائے کہ ہم MPAs یا یہاں کے نمائندے بدنام ہوں جو ہمیں نام لے کے پکارا جائے۔ تو اِس سے بہتر ہے کہ direct پتہ چل جائے کہ کون کر رہا ہے کون نہیں کر رہا ہے۔ ہم ویسے ہی کالی چادر بنے پھر رہے ہیں اِنکے لیے۔ thank you جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: thank you صمد گورگیج صاحب۔ میر غلام دستگیر بادینی صاحب نے Monday کے لیے آپ نے کہا تھا۔ جی جناب خیر بلوچ صاحب۔

جناب خیر جان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: sorry to cut you میں پھر بھول جاؤں گا یہ ڈی جی ایف آئی اے کو آج طلب کریں۔ اِن کو بتائیں۔ بلائیں اِن کو۔ جی خیر جان بلوچ صاحب۔

جناب خیر جان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر صاحب آپ کی اجازت سے۔ مَیں اپنے اپوزیشن لیڈر کی جو بجٹ سے متعلق نشاندہی اُنہوں نے کی تھی، اُن چیزوں کو آگے لیتے ہوئے مختصراً کچھ اپنے تحفظات اور اپنی تجاویز آپ سب دوستوں کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ دیکھیں! بجٹ ایک ایسی دستاویز ہوتی ہے جو ہر سال حکومتیں اپنے عوام کے سامنے رکھتی ہیں کہ آپ کی فلاح و بہبود، آپ کے تحفظ وسلامتی، آپ کی روزگار اور آپ کے سماجی انصاف کی خاطر یہ ایک سال کی مدت میں مَیں آپ کو یہ یہ چیزیں دینا چاہتا ہوں۔ اسپیکر صاحب! بلوچستان کی تمام صورتحال ہم سب کے سامنے ہے۔ اور بلوچستان کے اِس وسیع وعریض رقبے میں ایک چھوٹی سی خطیر رقم کے ساتھ ہم سمجھتے ہیں کہ بلوچستان میں نہ ترقیاتی عمل مکمل ہوگا نہ بلوچستان کے عوام کی جو زندگی ہے اِس بجٹ سے یا اِس طریقہ کار سے اُس میں کوئی بہتری آئے

گی۔ یقیناً مالی مشکلات ہوں گی۔ یقیناً اِس پیچیدہ صورتحال میں بہت سارے مسائل ہیں۔ ہم اُن کو نظر انداز نہیں کرتے ہیں۔لیکن دیکھیں ملک کا آدھا حصہ جہاں بیروزگاری ہو، جہاں پر حالات صحیح نہ ہوں۔ تو ایسے حالات میں ہمیں اُن چیزوں کو ایڈریس کرنا چاہیے جو بلوچستان کے اندر حالات کی درستگی، بہتری کے لیے معاون و مددگار ثابت ہوں۔ اسپیکر صاحب! آپ کا نوجوان، یہ آپ سے روزگار چاہتا ہے۔ آپ کے لوگ بلوچستان میں ترقی چاہتے ہیں۔لیکن آپ سب سمجھتے ہیں کہ ترقی کے وہ کون سے راستے ہیں جہاں گورنمنٹ کی بجائے آپ ایسے ذرائع پیدا کریں کہ لوگ وہاں پر جا کے اپنا روزگار کر سکیں۔ مَیں آپ کو مثال دوں گا کہ آپ کے اِس بجٹ میں کیا کوئی industrial zone کا کوئی تصور ہے؟ کوئی concept ہے؟ کوئی پلاننگ ہے؟ کہ آپ اتنے بیروزگار نوجوانوں کو جو مولوی صاحب نے فرمایا کہ 30 لاکھ نوجوان ہیں آپ کے پاس بیروزگار۔ آپ اُن کو سرکاری ملازمت تو اتنی تعداد میں نہیں دے سکتے ہو۔ آپ نے صرف چھ ہزار ملازمتیں اِس وقت جن کا آپ نے اعلان کیا۔ اب وہ کس سیکٹر میں جائیں گے؟ کون سے ڈیپارٹمنٹس کو ملیں گے؟ اور کتنے ملیں گے؟ ڈیڑھ کروڑ کی آبادی میں۔ صاحب! آپ نے اگر بلوچستان کو بہتر کرنا ہے، بلوچستان کو modern دنیا کے ساتھ ملانا ہے تو صاحب آپ جدید دنیا کے مطابق چلیں ناں۔ آپ ایجوکیشن میں آپ نے آئی ٹی کو کوئی اہمیت نہیں دی ہے۔ آپ نے artificial intelligence جو جدید دنیا میں جو ڈیجیٹل دنیا میں چیزیں ہو رہی ہیں، اُن کے بارے میں آپ کے بجٹ میں کچھ بھی نہیں ہے۔ کیا آپ کا نوجوان یہ سوشل سائنسز پڑھ کے modern دنیا میں یا اکیسویں صدی میں جا کے ترقی کر سکتا ہے۔ آپ اپنے نوجوان کو وہ تعلیم دو، آپ بی اے، ایم اے کراتے ہو۔ بی اے، ایم اے والے کو یورپ میں کہیں جا کے نوکری ملے گی کیا؟ skills education ہنر آپ وہ چیزیں دے دیں۔ آج کے دَور میں بہت ساری چیزیں جیسے کہ میں کہتا ہوں میں نے ایم اے پولیٹیکل سائنس میں نے کیا ہے کراچی یونیورسٹی سے۔ لیکن آج کے دور میں میرے خیال میں یہ کوئی، میرا کیا نام ہے جو فیلڈ کے حوالے سے شاید وہ میرے ساتھ ایڈجسٹ ہو سکتا ہے۔ لیکن جدید دنیا کے تقاضوں کے مطابق جس طرح ڈاکٹر صاحب نے کہا ناں کہ آپ نے یہ USB میں ہمیں دی۔ یہ ایک modern دنیا ہے ناں۔ modern دنیا کو سمجھنے کے لیے اُس کے ساتھ چلنے کے لیے ہمیں بھی modern ہونا پڑے گا۔ اب دیکھیں ہم بھیک مانگتے ہیں دنیا میں جا کے۔ دیکھیں ہمارے اخراجات، آپ دیکھیں ناں غیر ترقیاتی اخراجات میں اضافے کا ہمارے پاس کیا justification ہے کہ ہم اپنے عوام کو اپنے نوجوانوں کو کیا پیغام دینا چاہتے ہیں کہ ہم کھربوں روپے، کھربوں روپے اُن کے ٹیکسز سے ہماری جیب کی نہیں ہیں ٹیکس وہ payer ہیں tax payer وہ ہیں ٹیکس وہ دیتے ہیں۔ ہم اُن کے پیسے غیر ترقیاتی اخراجات میں دیتے ہیں۔ مولوی صاحب نے صحیح کہا بھئی! حج و عمرہ ہم کیوں سرکاری پیسوں میں کریں؟ یہ تو حرام ہے میری نظر میں ٹیکس کوئی اور دیتا ہے میں جا کے وہاں پر حج یہ حج قبول ہی

نہیں ہوگا۔تو یہ نعوذُ باللہ ہم وہ گناہ وہ جرم کرر ہے ہیں۔تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ دیکھیں مَیں یہ نہیں کہوں گا کہ کون کرپشن کرر ہاہے کون نہیں کرر ہا ہے۔نہیں یہ مجھے حق نہیں ہے۔لیکن مجموعی طور پر پاکستان میں ایک سوال ہے، آپ کے نوجوان کے اندر یہ بالکل سوال موجود ہے کہ میرے ملک میں کرپشن کرر ہے ہیں اور میرے نمائندے کرر ہے ہیں۔اِس پر سوچنا چاہیے اسپیکر صاحب!اِس کے لیے کوئی لائحہ عمل طے کرنا چاہیے کہ ہم اِس ناسور سے کس طرح اپنے معاشرے کو، اپنے ملک کو، اپنے صوبے کو نجات دیں۔اور یہ جو بجٹ ہم بنار ہے ہیں یہ ایک حلقے کے لیے نہیں ہے یہ پورے صوبے کے لیے ہے۔ہم یہاں پر جو بجٹ کو discuss کریں گے ایک حلقے کے حوالے سے نہیں کریں گے۔یہ پوراصوبہ ہمارا ہے اِس صوبے میں لوگوں کی معاشی یا سماجی زندگی کو بہتر کرنے کے لیے ہمارے پاس لائحہ عمل کیا ہے؟ دیکھیں پسماندہ علاقے ہیں ۔اب آپ فرض کریں شیرانی ہے۔آواران ہے۔واشک ہے۔موسیٰ خیل ہے۔آپ مجھے بتاؤ کہ اِن ترقیاتی اسکیموں میں کیا یہ پسماندہ اضلاع آگے آسکتے ہیں؟ یہ سو سال تک نہیں آئیں گے۔جی جی بارکھان بالکل، بالکل سردار صاحب! بالکل مَیں آپ کے ساتھ ہوں ۔ بارکھان، موسیٰ خیل، شیرانی، واشک، آواران even میں کہوں گا جھل مگسی ہمارے نواب صاحب پتہ نہیں بیٹھے ہیں یا نہیں بیٹھے جھل مگسی بھی۔دیکھیں ایسے اضلاع جی بالکل سریاب کوئٹہ میں رہتے ہوئے بھی تھوڑا ایک isolated area ضرور ہے تو مجھے امید ہے کہ سریاب کے نمائندے بیٹھے ہوں گے۔لیکن چونکہ وہ بھی ہم سب کا ہے بلوچستان ہے تو ہمیں سب کی نمائندگی کرنی چاہیے۔جہاں پر سر دیکھیں ناں اب آپ نے ترقیاتی اسکیمات دی۔پچھلے سال اسپیکر صاحب! پچھلے سال ایسے ترقیاتی اسکیمات جن کا تعلق purchase item سے تھا۔اُن کے لیے آپ نے 35% رکھا، 25% رکھا آپ نے allocation۔آپ مجھے بتاؤ ایک ٹرانسفارمر کیا purchase item میں آتا ہے ناں۔ وہ آپ 20 رکھتے ہیں۔ اچھا وہاں پر ریلیز ہوتا ہے 20% کیا وہ ہوسکتا ہے۔آپ ambulances کے لیے آپ پیسے رکھتے ہیں 10 ایمبولنس کا پیسہ رکھتے ہیں آپ اُس کے لیے جو ریلیز کرتے ہیں وہ 20% نہیں ہے۔کیا کوئی کمپنی آپ کو یہ ambulances دے دے گی۔تو صاحب آپ کے بجٹ میں بہت ساری ایسی چیزیں ہیں بہت ساری ایسی خامیاں ہیں اُن کو درست کرنے کی ضرورت ہے اور ایک بات میں آپ سے عرض کروں۔دیکھیں بجٹ بنانے کا جو طریقہ کار ہے، جو اصول ہے۔آپ کا آئین کیا کہتا ہے آپ کا آئین کا آرٹیکل 120 کیا کہتا ہے۔کہ کیا آپ نے پری بجٹ سیشن منعقد کیا؟ کیا آپ نے اُس پر debate کی کیا آپ نے اُس پر لوگوں کی تجاویز لی؟ نہیں، ایسا نہیں ہے۔تو کیا یہ طریقہ کار خود آئین سے قانون سے یا متعین کردہ ہمارے اپنے اصولوں کے مطابق ہے یا نہیں ہے؟ تو میری گزارش یہ ہے کہ آئندہ، آئندہ جو بھی طریقہ کار ہو، وہ اِس آئین کے مطابق ہو۔ٹھیک ہے گورنمنٹ کو یہ privilege حاصل ہے۔گورنمنٹ کا یہ استحقاق ہے۔وہ جو بھی لائے جو بھی کرے، قانوناً اُسکے پاس

majority ہے وہ پاس کر سکتی ہے۔لیکن آئینی طریقہ کار کو بائی پاس نہیں ہونی چاہیے۔تو اسپیکر صاحب میں آپ سے عرض کرتا ہوں چونکہ آپ ہمارے اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں۔آپ کو ان چیزوں پر نظر رکھنی چاہیے جو کہ طریقہ کار ہے جو یہاں پر بجٹ سازی ہوتی ہے یا بجٹ کی جو بجٹ کی تیاری ہوتی ہے اُس کو تو کم از کم ایک آئینی ڈھانچے میں تو ترتیب دیا جائے ناں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم کسی ایسے مسئلے کو غیر ضروری طور پر نہیں اچھالیں گے۔کوئی غیر ضروری تنقید کا ہمیں شوق بھی نہیں ہے کہ ہم تنقید برائے تنقید کریں اور تقریر کریں۔اور وہ جائے سوشل میڈیا میں۔نہیں۔ہم اُس پر مثبت تجاویز دینا چاہتے ہیں۔لیکن ایک بات ضرور کہیں گے حکومت وقت سے کہ عوام کی نبض پر ہاتھ رکھو۔عوام کی روزگار کا بندوبست کرو۔نوجوان جو مولوی صاحب نے کہا کہ بیروزگاری ایک وجہ ہوسکتی ہے۔اور بھی multi-factors ہیں اُسکے۔جب اُسکو سماجی انصاف نہیں ملے گا جب اُسکو روزگار نہیں ملے گا آپ کا دشمن اس کو ورغلائے گا آپ کے خلاف۔ وہ اُس کو باغی بنائے گا۔آپ اُس کو کیسے اپنی طرف کھینچو گے آپ اُس کو کیسے اپنے پاس بلاسکو گے۔وہ اُن اقدامات سے جہاں اُس کو اپنے سلامتی اُس کی روزگار اُس کی جو ہے ناں اُسکی مستقبل خطرے میں نظر نہ آئے،وہ آپ کے ساتھ ہوگا تو وہ روزگار سے ہوگا سر۔آپ کے لاکھوں لوگ ابھی بیروزگار ہو چکے ہیں آپ مجھے بتاؤ اس بجٹ میں کون سی ایسی جگہ ہے آپ نے نشاندہی کی ہے کہ ہم نے آپ کے لئے وہ industrial zone بنانا چاہتے ہیں۔آپ کے پاس جیڈا ہے۔آپ نے ابھی تک اُس کو فعال نہیں کیا لیڈا ہے۔وہ اُس کے پرانی صنعتیں بند ہو رہی ہیں۔آپ کو چاہیے کہ کوئٹہ میں فوری ٹیکس فری industrial zone بنائیں۔فیڈرل گورنمنٹ سے request کریں کہ بھائی میں جل رہا ہوں میرے علاقے بدامنی کا شکار ہیں میرا نوجوان باغی ہیں اس کو مجھے روزگار دینا ہے۔ٹھیک ہے آپ کے پاس سرکاری ملازمتیں نہیں ہیں ذریعہ روزگار اور بھی بہت ہے ناں طریقہ کار اور بھی بہت ہیں۔آپ سے میں عرض کروں سر بلوچستان میں معدنیات، وہ معدنیات ہیں خاص کر rare-metal جو ہیں اُس کے حوالے سے آپ کے بجٹ میں کچھ ہے کہ میں اپنے نوجوان کو اس کے مطابق تعلیم دوں۔اُس کو قائل کروں وہ کل کو یہ جو معدنیات نکلیں گے وہاں پہ جا کے سروس کریں وہ skilled ہوں، کیا آپ کے بجٹ میں یہ ہے؟ میرے خیال میں میرا منسٹر کیا کہتے ہیں فائنانس اور لیڈر آف دی ہاؤس دونوں نہیں ہیں میں کس سے فریاد کروں۔کون سنے گا۔

جناب اسپیکر: نہیں آپ کی speech on record آرہی ہے۔

جناب خیر جان بلوچ: جی؟

جناب اسپیکر: آپ کی speech on record آرہی ہے۔

جناب خیر جان بلوچ: جی صحیح ہے۔لیکن دیکھیں یہ یہاں بیٹھے ہوتے تو ہم جیسے لوگوں کی تجاوز جو ہیں وہ اُن کے

فائدے میں ہے۔حکومت کامیابی کی طرف جائے گی تو حکومت کا فائدہ ہے۔ جو مثبت تجاویز پر عمل کریگی تو ہم اپوزیشن والے چاہتے ہیں تو پٹرول، آگ پر پیٹرول چھڑک دیتے ہیں لیکن نہیں، ہم منفی تنقید، ہم منفی عمل نہیں کریں گے لیکن دیکھیں حکومت کو سنجیدہ ہونا پڑے گا۔حکومت کو اپنے صوبے کے بارے میں، اپنے نوجوانوں کے بارے میں بہت سنجیدہ ہونا پڑے گا۔ یہ نہیں ہے کہ ہم غیر سنجیدہ اقدامات سے یا طاقت سے اپنے نوجوانوں کو قائل کریں۔اُن کو محبت سے، پیار سے، روزگار سے، امن سے، تعلیم سے اپنی طرف بلائیں اور اس وقت جو صورتحال ہے دنیا میں، آپ جس خطے میں کیپٹن صاحب رہ رہے ہو اس کے اردگرد آگ لگی ہوئی ہے۔عالمی سازشیں ہیں منحوس گیم یہاں پر ہو رہی ہیں۔دنیا کے جنگی جنونی لوگ وہ اس خطے پر نظر رکھے ہوئے ہیں چاہے ن تن یا ہو ہو۔مودی ہو۔فلاں ہو۔ xyz۔تو ایسی صورتحال میں صاحب ہمیں اپنے لوگوں کو اپنی طرف کھینچنا پڑے گا۔ یہاں پر وہ مثبت اقدامات کرنے ہیں۔فیڈرل گورنمنٹ سے آپ کیوں چاہتے ہو کہ بھئی گیس کی مد میں۔ پی پی ایل کے پاس ہمارے جو پیسے ہیں واجبات ہیں وہ ہمیں دے دیں۔او جی ڈی سی ایل پر ہمارے جو واجبات ہیں وہ دے دیں۔ریکوڈک یا دوسری معدنیات کے جو ہمارے پیسے ہیں وہ پہلے ہمیں دے دیں تا کہ ہم اپنے نوجوانوں کو روزگار دے دیں۔اب ہمارے روزگار پر دوسرے علاقوں کے لوگ آئیں۔ کہتے ہیں کہ جی ٹیکنیکل۔ کہ جی آپ تو ٹیکنیکل نہیں ہو۔آپ کے پاس ٹیکنیکل ایجوکیشن ہو۔وہ کون بنائے گا؟ کوئی ہمت تو کرے ناں۔وہ ادارے بنائیں جو میرے نوجوان کو skilled کریں۔وہ خود تو غیب میں تو نہیں سیکھیں گے ناں سر۔ہمیں دینا ہوگا۔ہم اس لیے، مَیں اس لیے ان باتوں پر زور دے رہا ہوں۔دیکھیں! ہمارے نوجوان ہمارے بچے ہمارے مستقبل ہیں۔ہمیں اُن کو ملک کی طرف کھینچنا ہوگا۔ہمیں اُن کو روزگار دینا ہوگا۔اور سب سے زیادہ اِس وقت توجہ آپ کو اپنے نوجوانوں کی طرف دینا ہوگا۔تا کہ آپ کا نوجوان اپنے ملک کے پاس آئے۔اپنے ملک سے محبت کرے۔ دیکھیں سوشل میڈیا میں لوگ دیکھتے ہیں۔کیا کچھ نہیں ہو رہا ہے۔ اِن چیزوں کو کنٹرول کرنے کا اسپیکر صاحب بہترین طریقہ یہ ہے کہ حکومت بہت ساری چیزوں پر سنجیدہ ہو جائے۔ یہ اپوزیشن، یہ اپوزیشن میں جتنے بیٹھے ہوئے دوست ہیں یہ کبھی ایسا مطالبہ نہیں کریں گے کہ میرے حلقے میں آپ نے اِتنا دیا، اِتنا نہیں دیا۔نہیں دیا، نہیں دیا اچھا کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن پورے صوبے کو آپ نے کون سی پلاننگ دی وہ میرا مسئلہ ہے۔میرے صوبے کو آپ کیسے آگے لے جاؤ گے مَیں کہتا ہوں قلعہ عبداللہ کو جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ وہاں پر آپ توجہ دو۔فشریز کی ضرورت لسبیلہ، اور گوادر ہیں، وہاں پر fisheries industries کو develop کرو۔اگر سیب، انار اور انگور کا بہترین علاقہ زیارت اور قلات ہے تو وہاں پر وہ اقدامات کرو۔کھجور کیچ اور پنجگور میں ہوتی ہے تو پنجگور میں وہ اقدامات کرو یا آپ کا چاول اور گندم نصیر آباد میں ہوتا ہے تو نصیر آباد کے لیے وہ پلاننگ بناؤ۔ ضروری نہیں ہے کہ وہ آواران میں آپ fisheries بنائیں۔ ضروری نہیں آواران میں انڈسٹری نہیں ہے

وہاں پر آپ environment میں پیسے خرچ کریں۔ تو دیکھیں ایسی پلاننگ ہونی چاہیے جہاں جو ضرورت ہو۔ اب ہمارے ہاں کیا مقابلہ ہے کہ جی fisheries کا اگر گوادر میں 100 نوکریاں ہیں تو آواران میں 10 ہونی چاہئیں۔ اوہ بھائی! آواران میں جس چیز کی ضرورت ہے وہی دے دو۔ تو گورنمنٹ صاحب پتہ نہیں کہاں غائب ہے جن کو ہمیں گوش گزار کرنا ہے۔ خیر آپ بیٹھے ہوئے ہیں آپ ہم سب کے Custodian ہیں۔

جناب اسپیکر: دیکھیں! مَیں آپ کو ایک چیز ensure کرا دوں۔ اسپیکر، اسمبلی، کمیٹیز اور اِس کی پوری constitution.

جناب خیر جان بلوچ: سر! ہمیں آپ پر اعتماد ہے۔

جناب اسپیکر: سنیں، سنیں، اِس کی پوری constitutional body جو ہے وہ گورنمنٹ کے اوپر چیک ہے یہ۔ آپ متحد ہو جائیں اور اِن چیزوں کے اوپر آپ یکجہتی کا مظاہرہ کریں مَیں آپ کو 100 پرسنٹ گارنٹی دیتا ہوں کہ یہ چیزیں ٹھیک ہوں گی۔

جناب خیر جان بلوچ: بالکل ہمیں آپ پر بھی اعتماد ہے۔ ہم متحد بھی ہیں۔ ہم اپنی مثبت تجاویز رکھیں گے گورنمنٹ کے سامنے۔ جو چیزیں ہیں جو یہ اس صوبے کے مفاد میں نہیں ہوں گی، اُس کا ہم ڈٹ کر مقابلہ کریں گے اُس کو oppose کریں گے۔ یہ نہیں کہ ذاتی طور پر۔ نہیں، اپنے لوگوں کے مفاد میں۔ ملک کے مفاد میں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے ملک کا مفاد بلوچستان کو بہتر کرنے میں، بلوچستان پاکستان کا مستقبل ہے۔ اگر بلوچستان کو آپ بہتر کرو گے تو پاکستان ترقی کرے گا۔ پاکستان اور بلوچستان دونوں لازم و منظوم ہیں۔ لیکن بلوچستان کے مسائل پر توجہ دینا، بلوچستان کے نوجوان کو ایڈریس کرنا، یہ وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ thank you۔ آپ نے ٹائم دیا بڑی مہربانی۔

جناب اسپیکر: Thank you very much, very good speech. ماشاءاللہ۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: مہربانی ہوگی بڑا سنجیدہ debate ہو رہی ہے۔ یہ کورم پورا کرو، نہیں تو ہم نکل جائیں گے۔ This is not our job, this is governments job.

جناب اسپیکر: گورنمنٹ please آپ کے پاس۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: آپ یہاں 16 بندے بٹھاؤ، نہیں تو ہم نکل جائیں گے۔

جناب اسپیکر: done, done. گورنمنٹ فوری طور پر کورم پورا کرے۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: کورم پورا نہیں ہے۔ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر: just one speechاگر نہیں ہوگی۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: It is the responsibility of the government.

جناب اسپیکر: just one speech.اگر یہ پوری نہیں ہوگی تقریباً برخاست کریں گے اس کو۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: پھر آپ برخاست کریں سر اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: جی سید ظفر علی آغا صاحب۔اچھا next؟ ok۔جی جناب اصغر علی ترین صاحب Monday کو؟ اچھا جی محترمہ اُم کلثوم صاحبہ! she is absent.جی شاہدہ رؤف صاحبہ requested for next day جی ڈاکٹر محمد نواز صاحب! Again he is also not here. جی جناب فضل قادر مندوخیل صاحب! he is also absent.جی میر زابد علی ریکی صاحب! فضل قادر صاحب! آپ سیٹ پر آئیں آپکے اسپیچ کی باری ہے۔ treasury benches please complete your system.جی فضل قادر صاحب ready آپ next day کو۔اچھا زابد علی ریکی صاحب not here ok Please Monday کو۔اچھا اب چونکہ ہمارے اکثر ممبرز حضرات جو ہیں وہ Monday کو یا پھر next day کو وہ Speech کرنا چاہتے ہیں کیونکہ They are not ready.۔

جناب اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز ہفتہ مورخہ 21 جون 2025ء بوقت سہ پہر تین بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 05 بجکر 20 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆